REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N 61/57

POSTAL REGISTRATION
NO. P/GDP - 23.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

سیرۃ النبی نمبر

ایڈیٹر: منیر احمد خادم
نائبین: قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

ہفت روزہ بدر قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

جلد ۴۳
شمارہ ۳۲،۳۱

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی تعلیمی اور تربیتی ترجمان | ۲۵ صفر ۱۴۱۵ ہجری / ۲ ربیع الاول | ۱۸/۱۱ ظہور ۱۳۷۳ ہش | ۱۸/۱۱ اگست ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۷ اگست (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کی روح القدس سے تائید فرمائے اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ و آلہ

جلسہ سالانہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۳ ہش (۱۹۹۴ء) کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب کرام اس عظیم الشان روحانی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے۔ آمین

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (احزاب)

ترجمہ:۔ یقیناً اللہ اس نبی پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو اور (خوب جوش و خروش سے) ان کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ (احزاب)

ترجمہ:۔ نہ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

احادیث نبوی:۔

- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِھِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزیں جس کے اندر پائی جائیں وہ ان کے ذریعہ ایمان کی حلاوت محسوس کرتا ہے۔ (۱) اللہ اور اس کا رسول اسے دوسری تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں (۲) وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کی رضا کے لئے اس سے محبت کرے۔ اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچالیا ہے وہ کفر کی طرف لوٹ جانے سے اتنا ہی ڈرے جتنا کہ آگ میں ڈالے جانے سے ڈرتا ہے۔

- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ؟ قَالَ وَیْلَکَ مَاذَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا اِلَّا اَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحَھُمْ بِھَا (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول! قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا تیرے لئے افسوس ہو، تو نے اس کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کیلئے کچھ تیار نہیں کیا مگر میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جس سے تو محبت کرتا ہے اس کے ساتھ ہوگا۔ انس کہتے ہیں میں نے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو اسی قدر خوش نہیں دیکھا جس قدر یہ بات سن کر وہ خوش ہوئے تھے۔

○○○

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۴، ۱۱ ظہور ۱۳۷۳ ہش

اس سنّتِ مبارکہ پر عمل نہایت ضروری ہے

اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مذہب اسلام کی جان ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب بھی کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے لئے آتا تو آپ اس سے یہ گواہی لیتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اس کے رسول ہیں اس طرح کلمہ شہادت یعنی "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" پڑھ کر جو شخص چاہتا مسلمان ہو جاتا۔

اسلام قبول کرتے وقت بظاہر اگر یہ محسوس بھی ہو کہ کسی شخص نے کسی لالچ یا خوف سے کلمہ پڑھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطابق کسی کو یہ حق نہیں تھا کہ وہ اس کو مسلمان نہ سمجھے۔ اور مسلمانوں کے حقوق اُسے نہ دے مسلمانوں کو یہی بات سمجھانے کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ" کہ جس نے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لیا یہی حُسنِ ظن رکھو کہ خدا اُس سے آخرت میں سچے مسلمانوں والا سلوک فرمائے گا جنّت اُسے نصیب کرے گا۔ گویا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنے والے شخص نے جنت میں داخل ہونے والے دروازے کی دہلیز پر قدم رکھ دیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بعض واقعات ایسے ہوئے کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے کے باوجود بعض اشخاص کو محض اس خیال کی بناء پر کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہیں۔ ان کے دل میں کوئی اور کلمہ ہے قتل کر دیا گیا۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ایک جنگ کے موقعہ پر ایک کافر پر وار کرنے کے لئے تلوار اٹھائی جس پر کافر نے بلند آواز سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ دیا۔ باوجود اس کے حضرت اسامہ نے اس شخص کو اس خیال سے قتل کر دیا کہ شاید وہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہوا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپؐ کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اور حضرت اُسامہ کو مخاطب کر کے کئی بار فرمایا "افلا شققت عن قلبہ حتّٰی تعلم اقالھا ام لا" (صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد قولہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کہ اے اسامہؓ! کیوں نہ تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تا کہ تجھے پتہ لگ جاتا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا ہے یا نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر سمجھنا اور پھر کافر سمجھ کر اسے قتل کر دینا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا موجب ہے گویا ثابت یہ ہوا کہ تمام عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر پر فتویٰ لگا کر ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے رہے اسی طرح ہر اس شخص کو مسلمان سمجھا جاتا رہا جو ظاہری طور پر مسلمانوں کے بنیادی ارکان پر عمل کر رہا ہوتا تھا خواہ اس کے اندرونہ کے متعلق کسی کو کسی قسم کا بھی کوئی شک و شبہ ہو۔ ارشادِ نبویؐ ہے :۔

"من صلّٰی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللّٰہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللّٰہ فی ذمّتہٖ

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلۃ)۔

یعنی جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو وہ ایسا مسلمان ہے کہ جسے اللہ اور اس کے رسول کی ضمانت حاصل ہے۔ پس تم خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی ضمانت کو نہ توڑو۔

مذکورہ حدیث کے الفاظ صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ اس میں متعصب اور شدت پسند مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والے بعض لوگوں میں تم بعض باتیں ایسی ہی محسوس کرو گے جو تمہارے اپنے زاویہ کے مطابق اسلام کے خلاف ہیں لیکن کسی کو دائرہ اسلام میں سمجھنے کے لئے تمہارے لئے بس بنیادی طور پر یہی اُمور کافی ہیں کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے اقرار کے ساتھ وہ قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھتا ہو مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہو یعنی اُن کے معاشرہ میں مل کر رہتا ہے تو ایسے شخص کو ہرگز نقصان نہیں پہنچاتا ایسے شخص کے متعلق ہرگز یہ نہیں کہنا کہ وہ مسلمان نہیں کیونکہ وہ شخص خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمانت میں ہے، خدا اور اس کے رسول اسکی جان مال اور عزت کی حفاظت کی گارنٹی دیتے ہیں۔ پس جو اس ضمانت کو توڑے گا پھر ایسے انسان کا جو حشر ہو سکتا ہے اسے بخوبی سمجھ لینا چاہیئے۔

مذکورہ گفتگو میں بظاہر کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھنے والے اور بظاہر قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھنے والے کو مسلمان کہا گیا ہے۔

اب سنئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف اس شخص کو مسلمان سمجھتے ہیں جو مسلمانوں کی لسٹ میں اپنا نام لکھوا دے ایک دفعہ جب مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی فہرست تیار کرنے کا حکم دیا تو یہ ہدایت فرمائی، اکتبوالی من یلفظ بالاسلام من الناس (بخاری باب کتابۃ الامام الناس) کہ لوگوں میں سے جو شخص اپنی زبان سے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے اس کا نام میرے لئے تیار ہونے والی فہرست میں لکھ لو۔ پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اسقدر فراخدلی سے لوگوں کو اسلام میں شامل کیا گیا اور اس شخص کیلئے جو مسلمانوں کو کافر کہے تنبیہ کی گئی ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر کفر کی تہمت لگائے پھر اگر وہ واقعی کافر ہوا تو ٹھیک ورنہ وہ کفر لوٹ کر اسی پر پڑے گا۔ یعنی کافر کہنے والا کافر سمجھا جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ تمام تعلیمات قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق ہیں جس میں ان لوگوں کو بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی اجازت دی گئی ہے جن کے دلوں میں ایمان نے جھانکا تک نہیں۔ فرمایا قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم (الحجرات) یعنی دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے تو کہہ دے تم ابھی ایمان کے مدارج تک نہیں پہنچے لیکن یہ کہو کہ ہم اسلام لے آئے کیونکہ ابھی تو ایمان نے تمہارے دلوں میں جھانک کر بھی نہیں دیکھا پس

- ہر اس شخص کو جو اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل سمجھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان کہنے کی اجازت دی گئی ہے۔
- اگر بظاہر محسوس بھی ہو کہ وہ مسلمان نہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ اسکی نیت پر حملہ کر کے اُسے غیر مسلم سمجھے۔
- اس لئے کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ کی ضمانت میں ہیں۔
- اور خدا اور اس کے رسول کی ضمانت کو توڑنے والے پر خدا اور اس کے رسول کا غضب نازل ہو گا۔
- اور بظاہر اپنے آپ کو مسلمان سمجھنے اور کہنے والے شخص کو کافر کہنے والا خود کافروں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔

مذکورہ تمام بیانات کے بالمقابل کوئی شخص قرآن مجید یا احادیث مبارکہ میں سے کوئی ایسی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکتا جس میں مسلمانوں کو کافر کہنے والوں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہو۔

آج کے اس دور میں جبکہ ہر طرف مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگا رہے ہیں اور سب مسلمان مل کر احمدیوں پر کفر کے فتوے لگا رہے ہیں۔ ایسے تمام مسلمانوں کو مذکورہ آیت قرآنی اور احادیث نبویہ پر گہرائی سے غور کرنا چاہیئے۔ اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک موقعہ پر یہ عہد کرنا چاہیئے کہ وہ کسی ایسے شخص کو کافر کہنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا یا کہتا ہو۔ اسی میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت پنہاں ہے بصورت دیگر آج جو مسلمان پارہ پارہ ہیں نہ صرف یہ کہ (باقی صفحہ ۳۲ پر)

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ و ارفع مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں...... اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی اُمی، صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰-۱۶۲)

میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۸-۱۱۹)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجودِ پاک جامع کمالات متفرقہ ہے پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی ... اور آدم بھی اور ابراہیم بھی، اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہٗ اشارہ فرماتا ہے۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ یعنی اے رسول اللہ! تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت محمد کا نام، صلی اللہ علیہ وسلم، اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ محمد کے یہ معنی ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں۔

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۳)

مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۱۷ اربعین ۱ صفحہ ۳۴۵)

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مُرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۲ سراج منیر صفحہ ۸۲)

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ۔

(روحانی خزائن جلد ۶ برکات الدعا صفحہ ۱۰-۱۱)

تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۹ کشتی نوح صفحہ ۱۳-۱۴)

واقعات آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۱)

کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر، بے زور، بیکس، اُمّی، یتیم تنہا غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بیکسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدائی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی تو اور کیا تھی۔ کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آ جانا بغیر تائید الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۹)

خیال کرنا چاہئے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے آخیر دم تک ثابت اور قائم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم بھی نہیں گزرتا تھا بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بارہا زہر دی گئی اور جو خیر خواہ تھے وہ بد خواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانۂ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۸)

مصطفیٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے۔ کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے۔ یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴-۶۵)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
آنکھ اس کی دور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جو راز دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(روحانی خزائن جلد ۲۰ قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ ۴۵۶)

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالیت وعظمت کا اقرار کر کے زبور پینتالیس میں یوں بیان کیا ہے۔ (۲) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے لبوں میں نعمت بٹائی گئی ہے اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا۔ (۳) اے پہلوان تو جاہ وجلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ (۴) امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو۔

(روحانی خزائن جلد ۲ سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۸۱-۲۸۲)

ہم سچ سچ کہتے ہیں اور سچ کہنے سے کسی حالت میں رک نہیں سکتے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتے نہ ہوتے اور قرآن شریف جس کی تاثیریں ہمارے آئمہ اور اکابر قدیم سے دیکھتے آئے اور آج ہم دیکھ رہے ہیں نازل نہ ہوا ہوتا تو ہمارے لئے یہ امر بڑا ہی مشکل ہوتا کہ جو ہم فقط بائبل کے دیکھنے سے یقینی طور پر شناخت کر سکتے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور دوسرے گذشتہ نبی فی الحقیقت اسی پاک اور مقدس جماعت میں سے ہیں جن کو خدا نے اپنے لطف خاص سے اپنی رسالت کے لئے چن لیا ہے یہ ہم کو فرقان مجید کا احسان ماننا چاہئے جس نے اپنی روشنی ہر زمانہ میں آپ دکھلائی اور پھر اس کامل روشنی سے گذشتہ نبیوں کی صداقتیں بھی ہم پر ظاہر کر دیں اور یہ احسان نہ فقط ہم پر بلکہ آدم سے لے کر مسیح تک ان تمام نبیوں پر ہے کہ جو قرآن شریف سے پہلے گذر چکے۔

(روحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۲۹۵)

خطبہ جمعہ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا میں جمعیت کی طرف اشارہ ہے جو ایک مرکزیت چاہتی ہے

اخلاق کو غیر معمولی اہمیت دیں مگر ان اخلاق کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے حاصل کریں

تمام اخلاق کی تعریف کے اس سوا ممکن نہیں کہ اشرف المخلوقات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں جو متوازن تھے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳ احسان (جون) ۱۳۷۳ ہش / ۱۹۹۴ء بمقام بیت النور (نن سپیٹ) ہالینڈ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی :-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(آل عمران : ۱۰۴)

پھر فرمایا -

آج کا یہ خطبہ جو میں ہالینڈ سے نن سپیٹ کے مقام سے دے رہا ہوں ، یہاں ایک خاص تقریب ہے یعنی مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ کا نواں سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے اور تین دن تک جاری رہے گا - اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ ہندوستان کا بیسواں سالانہ اجتماع ۳ رجون بروز ہفتہ سے شروع ہو رہا ہے اور دو دن تک جاری رہ کر پانچ جون کو اختتام پذیر ہو گا - ان دونوں اجتماعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں جو نصیحتیں کروں گا وہ درحقیقت صرف خدام سے تعلق نہیں رکھتیں یا اطفال سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ تمام دنیا کے مردوں ، عورتوں ، بوڑھوں ، بچوں سب سے یکساں تعلق رکھتی ہیں اور یہ وہی مضمون ہے جو میں اس سے پہلے خطبات میں ایک سلسلے کے طور پر شروع کر چکا ہوں - یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے جمعیت کے طور پر تھام لو یعنی ایک ایک کر کے ہی نہیں بلکہ اجتماعی طور پر تھام لو -

یہ آیت جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس مضمون پر روشنی ڈال رہی ہے - اس کے ایک حصے پر پہلے میں گفتگو کر چکا ہوں . اب میں خصوصیت سے اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسی کو تھامنے کا نہیں فرمایا بلکہ " جمیعاً " تھامنے کا فرمایا ہے . اس سے بہت سے لوگوں کے ان وساوس کا جواب آ جاتا ہے کہ ہم جب خود اپنے طور پر اچھے مسلمان ہیں ، قرآن کریم پر مضبوطی سے ہاتھ ڈالا ہوا ہے اور تمام اوامر پر عمل کرتے ہیں ، تمام نواہی سے رکتے ہیں ، جس بات کا اللہ حکم دیتا ہے اسے ادا کرتے ہیں ، جس سے رکنے کی ہدایت ہے ہم رک جاتے ہیں تو کیا ضرورت ہے کسی اور اجتماع کی ؟ کیا ضرورت ہے کسی جماعت سے تعلق باندھنے کی ؟ تو اس کا جواب قرآن کریم کی یہ آیات ایک لفظ میں دے رہی ہے . " وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا " انفرادی طور پر اس کتاب پر ہاتھ ڈالنا کافی نہیں بلکہ جمعیت کے طور پر اس کتاب پر ہاتھ ڈالنا ہے - ایک جماعت کے طور پر ، تاکہ خدا کی وحدانیت کا جلوہ اس دنیا میں بھی ظاہر ہو اور جیسا کہ وہ ایک ہے اسی طرح اس کے ماننے والے بھی تمام تر ایک ہو جائیں -

یہ تو مضمون ہے اس کو میں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے بیان کرنا شروع کیا ہے - قرآن کریم پر براہ راست عمل تو تبھی ممکن ہے کہ اگر براہ راست انسان قرآن کریم کے علوم پر اطلاع پا سکے قرآن کریم کے اوامر و نواہی سے جیسا کہ حق ہے ، جیسا کہ اللہ چاہتا ہے - عمل کرنے یا رک جانے کا تعلق ان کی سچی تفہیم سے ہے اور اگر سچی تفہیم نہ ہو تو انسان کچھ نہیں کر سکتا کہ میں کس چیز سے رکوں اور کیسے رکوں ، کس پر عمل کروں اور کیسے عمل کروں ، پھر اس کے علاوہ قرآن کی ایک روح ہے اور وہ براہ راست ہر شخص کو عطا نہیں ہو سکتی ، وہ روح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روح میں مدغم ہے اور یہاں ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں . خواہ اس کا نام قرآن رکھیں یا محمد رکھیں ، درحقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں . چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت بیان فرمائیں تو آپ نے اس چھوٹے سے فقرے میں آپ کی تمام سیرت بیان فرما دی اور اس کی حقیقی روح کی طرف توجہ دلائی فرمایا " کان خلقہ القرآن " .

" کان خلقہ القرآن " فرمایا ، کان خلقہ فی القرآن نہیں . اگر یہ فرماتیں کہ " ان خلقہ فی القرآن " تو اس کا یہ مطلب تھا کہ قرآن میں تلاش کرو وہاں آپ کا خلق ملتا ہے . " کان خلقہ القرآن " آپ تو مجسم قرآن تھے - آپ کا تمام خلق قرآن ہے . گویا تمام قرآن آپ خود ہیں ان معنوں میں نبی کی ضرورت ہمیشہ باقی رہتی ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نبی سے الگ ہٹ کر قرآن پر کسی طرح بھی مضبوطی سے ہاتھ ڈالا جا سکتا ہے -

نبی سے تعلق بعض دفعہ فرضی عشق سے بھی کیا جاتا ہے . نبی کے نام پر قربانیاں پیش کر کے ، نبی کے نام پر بعض دفعہ اپنی جان قربان کر کے ، بعض دفعہ غالبانہ طور پر لوگوں کی جانیں لے کر ، لوگ سمجھتے ہیں

ہمارا تعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے قائم ہو گیا اور سوائے ان غیرت کے چند لمحات کے جہاں فطرتیں جوش دکھاتی ہیں روزمرہ کی عام زندگی میں وہ تعلق قائم نہیں رہتا۔ پس تعلق قائم کرنے کے لئے کچھ رستے ہیں، کچھ رابطے ہیں۔ ان رابطوں کے ذریعہ تعلق قائم ہوتے ہیں اور بڑھتے جاتے ہیں۔ جب تک وہ رابطے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ قائم نہ ہوں قرآن سے تعلق قائم نہیں ہو سکتا نہ قرآن کا سچا فہم ہو سکتا ہے، نہ قرآن سے سچی محبت ہو سکتی ہے کیونکہ قرآن سے محبت کے لئے خلق محمد مصطفیٰ ہے جو عشق کے شعلے آپ کے دل میں بھڑکاتا ہے اور سارے دل کو نور بنا دیتا ہے۔ اس عشق کے بغیر قرآن کریم کی باتیں کرنا اہل قرآن کے خشک سینوں کی باتیں ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قرآن سے الگ کرکے نہ محمدؐ سے محبت ہو سکتی ہے نہ قرآن سے محبت ہو سکتی ہے۔ یہ دونوں ایک چیز ہیں اور ایک دوسرے سے کسی پہلو سے کسی وقت کسی جگہ جدا نہیں ہو سکتے۔ پس عامۃ الناس کے لئے سب سے بہتر اور آسان طریق یہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت نہیں بلکہ آپ کے ہر خلق سے جب محبت ہو تو اسے انسان اپناتا ہے اور اپنا سکتا ہے ورنہ اگر یہ کہا جائے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جیسے بننے کی کوشش کرو تو کیسے آپ کر سکتے ہیں۔ مگر جب خلق اپنا لیتے ہیں تو از خود ایک تعلق قائم ہو جاتا ہے اور اس طرح ایک رابطہ نہیں مسلسل رابطے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اگر ایک انسان کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی عادات کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے حسن کو اپنی ذات میں داخل کرنے کی اور رائج کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم خلق آدمی ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں۔ جو جھوٹے ہیں وہ جھوٹوں کے قریب ہو جاتے ہیں۔ جو سچے ہیں وہ سچوں کے قریب ہو جاتے ہیں۔ جو بنی نوع انسان سے پیار کرنے والے ہیں وہ از خود بنی نوع انسان سے پیار کرنے والوں کے ساتھ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ جو بعض دوسری خوبیاں رکھتے ہیں اگر آرٹسٹ ہیں تو آرٹسٹ کے ساتھ اکٹھا ہو جائے گا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ پرندے بھی اپنے ہم جنس پرندوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ ایک ہونا اور جمع ہونا کوئی فرضی کہانی نہیں ہے۔ آپ وہ خلق اختیار کریں تو آپ محمد رسول اللہ کے قریب ہوں گے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جواباً آپ سے محبت کرنے لگیں گے۔ یہ محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر منعکس ہو گی کیونکہ روحوں کی محبتیں خدا کے تعلق سے پھر دنیا میں جلوے دکھاتی ہیں اور اس طرح آپ کے تعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھتے چلے جائیں گے۔ "واعتصموا بحبل اللہ" کی یہ حقیقت ہے۔ اس حقیقت کو بھلا کر آپ کو کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ کیسے اس رسی پر مضبوطی سے ہاتھ ڈالا جا سکتا ہے ورنہ کہنے والے تو بہت کہتے ہیں کہ صرف قرآن کو پکڑ لو کسی جمعیت کی ضرورت نہیں ہے۔

اب جب میں جرمنی کا دورہ کر رہا تھا تو بعض سکھ سامنے بڑھائے امام، ان بزرگوں کو جو احمدیت سے بہت محبت کرنے لگے ہیں اور قریب آ رہے ہیں، ان کو اس آیت کے حوالے سے متفرق ہونے کی تعلیم دے رہے تھے۔ کیسی جاہلانہ بات ہے قرآن تو اس ہدایت کے ذریعے منتشر اور متفرق لوگوں کو اکٹھا ایک ہاتھ پر جمع کرتا ہے اور جو دل میں کجی رکھتا ہے وہ اسی آیت کے حوالے سے ان کو پھر دوبارہ منتشر اور متفرق ہو جانے کی ہدایت دے رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ موقع پر اس کا جب مؤثر جواب دیا گیا تو ان سب کے جنہوں نے جواب سنا چہرے کھلکھلا اٹھے اور ایک بھی ایسا نہیں تھا جو پہلے سوال سے متاثر ہو کر جماعت سے دور ہو گیا ہو کیونکہ

> **محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قرآن سے الگ کرکے نہ محمدؐ سے محبت ہو سکتی ہے نہ قرآن سے محبت ہو سکتی ہے۔ یہ دونوں ایک چیز ہیں اور ایک دوسرے سے کسی پہلو سے کسی وقت کسی جگہ جدا نہیں ہو سکتے**

"واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً" میں جمعیت کی طرف اشارہ ہے جو ایک مرکزیت چاہتی ہے۔ جمعیت فرداً فرداً قرآن کریم کو پکڑ لینے کا نام نہیں ہے اور یہ تو جمعیت کو بکھیرنے والی اور منتشر کرنے والی باتیں ہیں۔ قرآن اگر ایک ہاتھ پر اکٹھا کرتا ہے اور وہ محمد رسول اللہؐ کا ہاتھ ہے اور اس ہاتھ پر اکٹھا کرتا ہے جس کا محمد رسول اللہؐ سے تعلق ہے اور واسطہ ہے اور اٹوٹ تعلق ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا، تو یہ وہ جمعیت ہے جس کی طرف قرآن کریم کی یہ آیت بلا رہی ہے۔ "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً" اللہ کی رسی کو مضبوطی سے مگر جمعیت کے ساتھ تھام لو۔ میں اس مضمون کو بیان کر رہا ہوں کہ یہ بات تو سن لی مگر کیسے ہو گا، کس طرح یہ رسی تھامی جائے گی اس کی تفصیل بیان کر رہا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے رابطے بڑھائیں ایک رابطہ کافی نہیں ہے۔ ایک رابطہ ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور اس ایمان کے رابطے کے بعد پھر نئے رابطوں کے تقاضے شروع ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سچ بولنے والوں سے زیادہ سچے تھے۔ اگر آپ اس سچے وجود سے محبت رکھتے ہیں لیکن سچ سے نفرت کرتے ہیں تو آپ جھوٹے ہیں۔ ناممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جھوٹوں کے گروہ میں رہ کر سکینت پائیں اور اطمینان حاصل کریں۔ ایسے لوگوں کو خدا توفیق نہیں دیتا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت میں ہوں یا معیت میں شمار ہوں۔ پس معیت کا جہاں تک تعلق ہے وہ زمانے سے بلند تر ہے اس کا کسی زمانہ سے تعلق نہیں ہے۔ ہر زمانے میں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی معیت حاصل کر سکتے ہیں اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق کو اپنائیں۔ اور اگر دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چھوٹوں پر شفقت کرنے والے اور ہر معاملے میں ایثار دکھانے والے تھے اور بے انتہا منکسر المزاج تھے یہ تمام صفات جاننے کے باوجود کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شخصیت کا زینت تھیں پھر کوئی ان صفات سے دور رہتا ہے تو اس کو وہم ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قریب رہتا ہے محض محمد رسول اللہ کا نعرہ لگا دینا آنحضور کے قریب نہیں کر سکتا محض اللہ اکبر

کا نعرہ بلند کرنا اللہ کے قریب نہیں کر سکتا۔ صفات الٰہی جب بندوں میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ تو پھر وہ اپنے خدا کے قریب ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ صفات الٰہی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں جلوہ گر ہوئیں۔ پس ان صفات سے پیار کریں، فرضی عشق نہیں کہ ہاں یہ اچھی صفات ہیں بلکہ اس حد تک پیار کریں کہ آپ ان کو اپنائے بغیر چین نہ پائیں۔ اس طرح آپ کے تعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھنے لگیں گے اور جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفات اپنا کر آپ سے تعلق جوڑتا ہے وہ اپنے بھائی سے الگ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ سارے لوگ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قریب ہو رہے ہیں صفات کے رستوں سے ان کے اندر بھی وہ صفات جلوے دکھانے لگتی ہے اور وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قریب ہی نہیں ہو رہے ہوتے بلکہ ایک دوسرے کے بھی قریب ہو رہے ہوتے ہیں اور یہی وہ اخوت ہے جس کی طرف قرآن کریم بار بار آپ کو بلا رہا ہے۔ وہ اخوت حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق کے بغیر آپ کو نصیب نہیں ہو سکتی۔

اس لئے قرآن کریم نے اور احادیث میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سب سے زیادہ دنیا میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہی محبت کی تلقین فرمائی ہے اور اس کے تعلق میں مابعد یہ مضمون چلتا ہے کہ آپس میں بھی ایک دوسرے سے محبت کرو۔ یہ دو تین باتیں الگ الگ نہیں ہیں ایک مرکزی مضمون کی شاخیں ہیں۔ جوں جوں اس مضمون میں آپ آگے بڑھتے ہیں اور رستے دکھائی دیتے ہیں اور خوبصورت نظارے آپ کو نظر آئیں گے۔ مگر جس طرح ایک درخت جس کی جڑیں مضبوطی سے زمین میں ہوں اس کی شاخیں الگ الگ پھیل کر اپنی بہار دکھا رہی ہوں الگ دکھائی دینے کے باوجود وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہوتی ہیں اور درخت کے وجود سے ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح امت محمدیہ بنتی ہے اور اس طرح امت محمدیہ پھیلنا شروع ہوتی ہے۔ پھر وہ پھولتی ہے اور تمام ایک ہی وجود کی شاخیں ہیں۔

اسی مضمون کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے حوالے سے یوں بیان فرمایا کہ "اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!" کہ میں وہ درخت ہوں جس نے عشق محمد مصطفیٰ سے سیراب ہونے کے بعد دوبارہ دنیا میں ایک نئی رونق پائی ہے۔ ایک نئی بہار دیکھی ہے اور اے افراد جماعت جو مجھ سے تعلق رکھتے ہو تم میرے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہو۔ پس شاخوں کا آپس کا تعلق براہ راست ممکن ہی نہیں جب تک درخت کے ساتھ تعلق نہ ہو اور یہ درخت انبیاء ہوا کرتے ہیں جو اپنے ماننے والوں کو ایک جگہ اکٹھا کرتے اور ایک دوسرے سے جوڑتے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس امام کی بعثت کی خبر دی تھی اس امام کے آنے کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ منتشر بکھرے ہوئے لوگوں کو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود کے ساتھ ملحق کرے منسلک کرے اور ایک نیا دے یہاں تک کہ وہ جمعیت جو دنیا سے جاتی رہی وہ پھر دوبارہ اسلام کو نصیب ہو۔ یہ مضمون میں نے عمداً تعلق اخلاق حسنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے ورنہ اگر اس کے بغیر بیان کرتا تو آپ لوگوں میں سے بہت سے ذہنی تعیش کا ذریعہ بنا کر اس مضمون سے مزا اٹھاتے اور

بھول جاتے۔ میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ مضمون اخلاق سے تعلق رکھتا ہے اور اخلاق کے بغیر نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے تعلق ہو سکتا ہے نہ آپس کا تعلق ہو سکتا ہے اور اس کی ضرورت آج پہلے سے سب سے زیادہ بڑھ گئی ہے کیونکہ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اب اس تیزی سے ترقی کر رہی ہے کہ دشمن بالکل ہکا بکا ہو گیا ہے۔ شرارت کے منصوبے بنا رہا ہے حسد کی آگ میں جل رہا ہے لیکن اس کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ حکومتوں کی سطح پر مشورے ہو رہے ہیں اور ہمیں اللہ کے فضل سے ان کی اطلاعیں ملتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیچ و تاب کھاتے ہوئے چاہتے ہیں کہ جس طرح بھی چاہیں جہاں جہاں چاہیں جماعت کو ڈسیں اور ایک کوشش ان کی وہی ہے جو میں نے بیان کی کہ جماعت میں افتراق پیدا کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیات سے غلط نتائج نکال کر ان کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے حالانکہ قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی اگر مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے استعمال کی جائے تو وہ ہرگز قرآن کا مفہوم نہیں ہے جو آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے وہ شیطان کی باتیں ہیں کیونکہ قرآن تو اکٹھا کرنے کے لئے آیا ہے نہ کہ منتشر کرنے کے لئے۔ پس ہر وہ حوالہ جو قرآن کا حوالہ ہو اور آپ کے اندر آپس میں تفریق پیدا کرتا ہو۔ آپ کی جمعیت کو منتشر کرنے والا ہو اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے انگریزی میں کہا جاتا ہے کہ DEVIL QUOTES THE SCRIPTURES بعض دفعہ شیطان الٰہی کتب کے اور صحیفوں کے حوالے دیتا ہے اور اس کے حوالے دینے اور ایک نیک انسان کے حوالے دینے میں فرق یہ ہے کہ شیطان شیطانی نتائج نکالتا ہے اور نیک انسان نیک نتائج نکالتا ہے اور درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پس قرآن کریم کی ہر وہ تشریح جو آپ کے دلوں میں محمد رسول اللہ کی محبت پیدا کرے قرآن کو محمد رسول اللہ سے الگ نہ کرے بلکہ ایک ہی دکھائے اور پھر آپ پر واجب کرے کہ آپ محمد رسول اللہ کو مضبوطی سے تھام لیں یہی حقیقت میں حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کے معنے ہیں اور پھر آپ کو سمجھائے کہ قرآن کی تعلیم کے مطابق اگر خدا ایک ہے تو اس کے ماننے والے اس دنیا میں بھی ایک ہو جانے چاہئیں۔ یہ معانی الٰہی معانی ہیں یہی ہے یہی قرآن کا مقصود ہیں۔ ان کو شیطان سے کوئی تعلق نہیں لیکن یہ کام بڑی محنت کا کام ہے محض بات سن کر ہلا دینے سے یہ مسئلہ طے نہیں ہوگا۔ ضروری ہے کہ ایک ایک خلق محمدیؐ پر غور کریں، ایک ایک نصیحت پر غور کریں اور دیکھیں کہ کس حد تک آپ پر چسپاں ہو رہی ہے جہاں جہاں چسپاں ہو رہی ہے وہاں آپ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ایک تعلق قائم ہو گیا ہے جہاں جہاں نہیں ہو رہی وہ خلا ہیں۔ جتنی زیادہ مضبوطی کسی تعلق کے لئے درکار ہو اتنے روابط بڑھائے جاتے ہیں اگر کہیں سے وہ روابط اکھڑنا شروع ہو جائیں تو بعض دفعہ قائم تعلقات کو بھی وہ خلا توڑ دیا کرتے ہیں۔ اور وہاں سے بھی تعلقات اکھڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔

آنکھ کے RATINA کی مثال ہے۔ آنکھ کا وہ پردہ جس پر تصویر منعکس ہوتی ہے وہ تمام تر آنکھ کے ڈھیلے سے جڑا ہوا ہے جہاں وہ تصویر منعکس ہوتی ہے وہ ایک جوڑ ہے جہاں ایک طرف ڈھیلے کا آخری کنارہ ہے دوسری طرف وہ پردہ ہے جس کے ساتھ دماغ کا تعلق ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس امام کی بعثت کی خبر دی تھی اس امام کے آنے کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ منتشر بکھرے ہوئے لوگوں کو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود کے ساتھ ملحق کرے اور ایک بنا دے یہاں تک کہ وہ جمعیت جو دنیا سے جاتی رہی وہ پھر دوبارہ اسلام کو نصیب ہو

پس وہ پردہ کبھی کبھی ڈیلے کو بعض بیماریوں کے نتیجہ میں کہیں کہیں سے چھوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ خصوصیت سے وہ لوگ جو لوہارے کا کام کرتے ہیں اور بہت تیز بجلی کی شعاعوں سے جن سے لوہا پگھلایا جاتا ہے ان کی طرف ننگی آنکھ سے دیکھتے ہیں ان کی آنکھوں میں وہ جگہ جگہ ایسے خلا پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں کہ وہ پردہ کہیں سے اکھڑ جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو سورج کو براہ راست دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی واقعہ ہوتا ہے کہ سورج کی روشنی کو آنکھ برداشت نہیں کر سکتی یعنی اگر تیزی سے سامنے آنکھ اٹھا کر دیکھا جائے تو برداشت نہیں کر سکتی اور اس کے نتیجے میں کہیں کہیں وہ سیمنٹ اکھڑ جاتا ہے جو پردے کو ڈیلے کے ساتھ جوڑتا ہے اور جہاں جہاں سے وہ اکھڑتا ہے پھر وہاں سے اکھڑنا شروع ہو جاتا ہے اور ایسے لوگ بالآخر اندھے ہو جاتے ہیں۔ تو اگر آپ نے ان حصوں کی نگرانی نہ کی جن حصوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اخلاق موجود ہیں وہاں سے آپ کا تعلق اکھڑا ہوا ہے اور آپ محفوظ نہیں ہیں۔

دو ہی قسم کے سفر ہیں یا تو تعلق بڑھاتے چلے جانے کا سفر ہے یا پھر تعلقات کم کرتے چلے جانے کا سفر ہے بیچ کی کوئی چیز نہیں۔ پس اگر آپ نے توجہ کے ساتھ اپنے اخلاق کی نگرانی نہ کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے آپ کے وہ رابطے جو آپ سمجھتے ہیں کہ موجود ہیں وہ بھی قائم نہیں رہیں گے۔ رفتہ رفتہ آپ اور دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ پس یہ یقینی بنا دیں کہ آپ کا ہر قدم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف اٹھ رہا ہو۔ اگر کمزور ہیں تو آہستہ قدم اٹھے گا۔ اگر لاچار ہیں اور کھڑے ہو کر نہیں چل سکتے تو گھسٹتے ہوئے چل سکتے ہیں اگر گزوں اور فٹوں میں نہیں جا سکتے تو انچ انچ کچھ نہ کچھ تو سرکتے ہوئے آگے جا سکتے ہیں مگر اگر آپ آگے بڑھ رہے ہیں تو پھر آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔ پھر آپ کی کمزوریاں آپ کی راہ میں حائل نہیں ہونے دی جائیں گی کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص جو بہت ہی زیادہ گنہگار تھا اور بہت سے قتل کر چکا تھا وہ بزرگوں کے پاس جانے لگا اور ان سے پوچھنے لگا کہ میرے گناہ کا کوئی علاج ہے اور میرے اتنے گناہ ہیں تو بزرگ یہ سمجھ کر کہ اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے اسے جواب دے دیتا کہ نہیں تمہارا کوئی علاج نہیں۔ وہ کہتا تھا اچھا پھر اگر میرا علاج ہی کوئی نہیں تو ایک گناہ اور سہی۔ وہ اسے بھی قتل کر دیا کرتا تھا۔ اسی طرح وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ کسی ایک عارف باللہ کے پاس وہ پہنچا اس نے کہا خدا ہر گناہ بخش سکتا ہے اگر تمہارے اندر پاک تبدیلی پیدا ہو اور تم گناہوں کے شہر سے ہجرت کر کے نیکیوں کے شہر کی طرف چلنا شروع کرو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اسے ایک بہت ہی پیاری تمثیل سے بیان فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں اس شخص نے گناہوں کے شہر سے (ایک تمثیل ہے مراد یہ نہیں کہ کوئی گناہوں کا شہر تھا کوئی نیکیوں کا شہر تھا) مراد ہے ایک طرف سے ہجرت شروع کی یعنی بدیاں چھوڑنی شروع کر دیں اور نیکیوں کے شہر کی طرف بڑھنا شروع ہوا یعنی نیکیاں اختیار کرنی شروع کر دیں۔ وہ کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ اس

قرآن کریم کی کوئی ایک آیت بھی اگر مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے استعمال کی جائے تو وہ ہرگز قرآن کا مفہوم نہیں ہے جو آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

وہ شیطان کی باتیں ہیں کیونکہ قرآن تو اکٹھا کرنے کے لئے آیا ہے نہ کہ منتشر کرنے کے لئے

کی موت آ پہنچی۔ اور وہ خدا کے حضور حاضر ہوا۔ فرشتوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو یہ بندہ بدیوں کے شہر سے نیکیوں کے شہر کی طرف ہجرت کر رہا تھا اس لئے اس کی بخشش کا سامان ہونا چاہیئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ تو تھوڑا سا سفر ہی طے کر سکا تھا۔ آپ نے فرمایا پیمائش کرو بدیوں کے شہر سے اس مقام تک جہاں اس نے جان دی ہے اور پھر نیکیوں کے شہر سے اس مقام کی جہاں اس نے جان دی ہے۔ یہ اللہ کے انداز ہیں مغفرت کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیں ایک بہت گہری حکمت سمجھا رہے ہیں۔ جو اس سے مراد نہیں کہ فرشتوں کے ساتھ کوئی پیمائش کی جاتی ہے مگر تمثیل ہے بہت پیاری، کہ جب خدا نے ان سے کہا کہ بدیوں کے شہر سے اس شخص کی وہاں تک پیمائش کرو جہاں اس نے جان دی تو جب وہ پیمائش کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ اس زمین کو بڑھاتا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کا بہت فاصلہ بڑھ گیا اور جب نیکیوں کے شہر کی طرف سے فرشتوں نے پیمائش شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو سکیڑنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بہت قریب دکھائی دینے لگی۔ تب اللہ نے فرمایا کہ دیکھو نیکیوں کا شہر اس کے قریب تر تھا۔ مراد یہ ہے کہ اگر آپ اپنی زندگی میں بالارادہ بدیوں سے نیکیوں کی طرف حرکت شروع کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عدم سے آپ کے وجود کی طرف جانا شروع کر دیں تو پھر اگر تھوڑا سا سفر طے کر کے ہی آپ کی موت آ جائے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سفر کو برکت بخشتا ہے اور یہ مغفرت کا سلوک فرماتا ہے کہ اگر آپ زندہ رہتے تو آپ نے ضرور پہنچنا تھا۔ اسی کو فضل الٰہی کہا جاتا ہے۔ پس بخشش اصل میں فضل سے ہوتی ہے اور فضل میں یہ مضمون بہت ہی اہمیت اختیار کر جاتا ہے کہ فضل کی کوئی وجہ ہوتی ہے۔ خدا کے نزدیک بخشش میں بھی کچھ انصاف رہتا ہے اور کوئی بھی خدا کے فعل خواہ وہ بے انتہا احسان کا ہو انصاف سے عاری نہیں ہوا کرتا تو انصاف کے تقاضوں میں خدا نے یہ بات داخل فرمائی ہے کہ اگر میرا بندہ نیک نیت سے نیکی کی طرف حرکت کر رہا ہے تو چونکہ اس کی زندگی میرے قبضہ میں ہے

اس لیے مجھ پر ایک فرض ہے کہ اس کی نیکی کی قدر کروں اور یہ خیال کروں کہ اگر وہ زندہ رہتا اور اسی طرح آگے بڑھتا رہتا تو نیکیوں کو پا لیتا۔

پس یہ وہ مضمون ہے جو اس حدیث میں ہمیں سکھایا گیا ہے اس کو ہمیشہ نظر رکھ کر آپ اپنے اخلاق کو سنوارنے کی کوشش کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف ہجرت شروع کر دیں اور جوں جوں آپ آنحضورؐ کے قریب ہوں گے اسی طرح اسی قدر آپ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قریب ہوتے چلے جائیں گے کیونکہ آنحضورؐ سب سے زیادہ اپنی امت سے محبت کرنے والے تھے، "بالمومنین رؤف رحیم" سب سے پیار کرنے والے، رحمۃ للعالمین تھے۔ تمام جہانوں کے لیے رحمت۔ لیکن جہاں مومنوں کا ذکر ہے وہاں تو خدا فرماتا ہے رؤف رحیم خدا کی صفات بیان کر دیں وہ تو گویا خدا کی طرح رافت فرمانے والے اور بے حد رحم

> **اخلاق وہ سیمنٹ ہیں جن سے ایک طرف آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جوڑے جاتے ہیں دوسری طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلام اور عشاق آپس میں ایک دوسرے کے قریب ہوتے اور ایک دوسرے سے اٹوٹ رشتوں میں باندھے جاتے ہیں**

کرنے والے اور بار بار رحم کرنے والے تھے جو محمد رسول اللہ کے قریب ہوگا وہ لازماً امت کے قریب ہوگا۔ پس اخلاق وہ سیمنٹ ہیں جن سے ایک طرف سے آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جوڑے جاتے ہیں اور دوسری طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلام اور عشاق آپس میں ایک دوسرے کے قریب ہوتے اور ایک دوسرے سے اٹوٹ رشتوں میں باندھے جاتے ہیں۔

پس وہ نصائح جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اخلاق سے متعلق فرمائیں ان کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور ایک ایک نصیحت کو تعلق کی رسی سمجھیں اسے آپ قبول کریں گے تو آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے تعلق کا ایک اور رابطہ نصیب ہو جائے گا اگر بے پروائی سے دیکھیں گے تو اس حد تک آپ آنحضورؐ سے کاٹے جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اس طرح قدم قدم لحظہ لحظہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قریب ہوتے چلے جائیں۔ پھر لازماً ایک دوسرے کے قریب ہوں گے۔ پھر لازماً وہ جمعیت نمودار ہوگی جو تمام کائنات کو امت واحدہ بنانے کی طاقت رکھتی ہے۔ پھر آپ پھیلیں گے پھر آپ کو یہ خطرہ نہیں ہوگا کہ اب یوروپین آ گئے، اب بنگالی آ گئے۔ اب البانین آ گئے۔ اب افریقن آ گئے۔ ہم کس طرح ان کو جوڑیں گے۔ یہ نسخہ جو میں نے آپ کو بتایا ہے آپ اختیار کریں تو آپ باہم ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح خود بخود جوڑے جائیں گے کہ آپ حیران رہ جائیں گے اور یہی اخلاق ہیں جو آپ کو ایک دوسرے سے باندھیں گے ورنہ اخلاق کے بغیر تو سیمنٹ کوئی ہے ہی نہیں۔ اخلاق سے ہی

قومیں جوڑی جاتی ہیں۔ آخری بات یہ ہے کہ اخلاق نہ ہوں تو قومیں نہیں جڑتیں بلکہ ہر خلق کی بجائے ایک بد خلقی لے لیتی ہے اور ہر بد خلقی ایک دوسرے سے الگ کرنے کا کام دکھاتی ہے۔ پس اخلاق کو غیر معمولی اہمیت دیں مگر ان اخلاق کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے حاصل کریں تاکہ آپ کا دین مکمل ہو۔ آپ آنحضور کے ساتھ محبت کا رابطہ بڑھائیں اور اس سے از خود آپ کے تعلقات اپنے بھائیوں سے بڑھیں لیکن اس میں ایک مزید فائدہ یہ ہے کہ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے اخلاق سیکھے جائیں تو وہ اللہ کے حضور بہت ہی مقبول ہوتے ہیں اور اللہ اور اس کے فرشتے ایسے لوگوں پر درود بھیجتے ہیں اور ان پر ہمیشہ آسمان سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ پس وہ سودے جو اخلاق کے سودے ہیں ان میں بھی زیادہ قیمت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ بعض لوگ اپنے مزاج کی کمزوری کی وجہ سے بعض حصوں میں با اخلاق ہوتے ہیں اور بعض حصوں میں اپنے اخلاق کی کمزوری کی وجہ سے بد اخلاق ہوتے ہیں۔ نہ ان کی بد اخلاقی کی وہ اہمیت، نہ ان کے اخلاق کی وہ اہمیت۔ یہ بیماریاں ہیں یہ نفسیاتی کمزوریاں ہیں۔ بعض لوگ بدلہ نہیں لیتے کہ جی معاف کرتا ہوں حالانکہ بیچ میں سے ڈرپوک ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا بھی یہی حال تھا سخت ڈرتے تھے فرعون سے اور فرعون والوں سے اور معاف کر دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ نے جو ان کو تعلیم دی اس میں بدلے کو اتنی اہمیت دی کہ مجبور کر دیا کہ ضرور بدلہ لیں تاکہ ان کی اندرونی کمزوری دور ہو۔ جب وہ سخت دل ہو گئے اور معافی کا نام بھول گئے تب مسیحؑ تشریف لائے اور ان کو نصیحت کی کہ تم نے بدلہ لینا ہی نہیں کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دو۔ یہ مختلف زمانوں کی بیماریوں کے علاج ہیں لیکن نفسیاتی کمزوریاں ہیں جو بعض دفعہ قومی بد کرداریاں بن جاتی ہیں ان کے علاج میں بھی بعض دفعہ جب زیادہ بے احتیاطی ہو جائے لمبا عرصہ تک وہ علاج کیا جائے تو ایک مصیبت ہی آ جاتی ہے مگر جو حوالہ میں دے رہا ہوں یعنی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حوالہ۔ آپؐ سے آپ اخلاق سیکھیں گے تو نہ کبھی افراط کی طرف جا سکتے ہیں نہ کبھی تفریط کی طرف جا سکتے ہیں کیونکہ آپ کا نور ایسا نور تھا جو وسطی نور تھا نہ وہ شرق کا تھا نہ غرب کا تھا۔ آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وجود میں کوئی کجی نہیں دیکھتے۔ کوئی کسی طرف ناجائز میلان نہیں پاتے آپؐ کو امت وسطیٰ عطا فرمائی گئی صراط مستقیم بخشی گئی۔ پس وہ اخلاق جن کو آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے تعمیر کریں گے ان میں عفو بھی ہوگا ان میں انتقام بھی ہوگا۔ عفو بھی برمحل اور انتقام بھی برمحل ہوگا اور نہ انتقام بد خلقی ہوگی اور نہ عفو بد خلقی بن سکے گا۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر عفو حد سے بڑھ گیا ہے اور اس کے نتیجے میں نقصان ہو رہا ہے تو بظاہر وہ نیکی ہے مگر دراصل بد خلقی ہے۔ اگر انتقام لینا لازم ہو رہا ہے اور آپ نہیں لے رہے تو نیکی نہیں یہ بدی بن جاتی ہے۔ پس تمام اخلاق کی تعریف اس کے سوا ممکن نہیں کہ اشرف المخلوقات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خلق سیکھیں جو متوازن تھے اور تمام اخلاق میں بیچ کی راہ آپ نے اختیار فرمائی۔ آپ کی غلامی کے نتیجے میں کوئی خطرہ نہیں ہے کہ کبھی آپ ایک طرف مائل ہو جائیں گے کبھی دوسری طرف مائل ہو جائیں گے پھر جو آپ کے تعلق آپس میں استوار ہوں گے پھر وہی تعلقات دوسری قوموں کو آپ کے ساتھ جوڑنے کے لیے اور آپ کے اندر ایک

لازوال تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ بن جائیں گے۔

اس مضمون میں جو احادیث میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں ان میں ایک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے یعنی اپنا آپ اس میں دیکھتا ہے اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے اپنے بھائی کا مال و متاع ضائع کرنے سے بچو اور اس کی غیر حاضری میں اس کے مال کی دیکھ بھال کرو۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی النصیحۃ)

اب اس میں دو تین باتیں اکٹھی اوپر تلے بیان فرمائی گئی ہیں ایک یہ کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے آئینہ کے متعلق میں بڑی تفصیل سے پہلے روشنی ڈال چکا ہوں کہ آئینہ برائیاں بھی دکھاتا ہے اور خوبیاں بھی دکھاتا ہے۔ اچھا آئینہ وہ ہے جو برائیاں دکھاتے وقت بھی جھوٹ نہ بولے اور غصے والا آئینہ نہ ہو کہ برائیوں کو بڑھا کے دکھائے۔ بعض آئینے لاشعوری ہونے کے باوجود غصے والے ہوتے ہیں ان کے اندر ایسی خرابی ہوتی ہے کہ ناک بھی موٹا دکھائی دے گا، آنکھ پھیلی ہوئی اور سارے اعضاء بگڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ تو مومن جو مومن کا آئینہ ہے اس سے مراد ہے شفاف آئینہ۔ جس چیز کو جیسے دیکھتا ہے ویسے بیان کرتا ہے۔ جن کو کسی سے نفرت ہو وہ برائیاں بیان کرتے رہتے ہیں نیکیوں کی طرف خیال ہی نہیں کرتے۔ جن کو کسی سے محبت ہو نیکیاں ہی بیان کرتے رہتے ہیں اور برائیوں کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے۔ آئینہ ایسا نہیں کرتا۔ آئینہ جو صاف شفاف ہو وہ سچا ہوتا ہے۔ جہاں برائیاں بیان کرتا ہے وہاں خوبیاں بھی دکھاتا ہے تبھی آپ کو آئینوں سے نفرت نہیں ہوتی بلکہ آئینہ جھوٹا ہو تو اس کو پسند نہیں کرتے۔ آئینہ سچا ہو تو آپ کے ہر سقم کو دکھاتا ہے تاکہ آپ اسے دور کر سکیں اور اونچی آواز سے نہیں دکھاتا بلکہ راز رکھتے ہوئے دکھاتا ہے یہاں تک کہ وہی آئینہ جب کوئی دوسرا اٹھا کر دیکھتا ہے اسے اپنی تصویر دکھائی دیتی ہے۔ اپنے اس بھائی کی نہیں دکھائی دیتی جو پہلے اس آئینے سے فائدہ اٹھا چکا ہے۔ کتنا وسیع مضمون ہے، کتنا گہرا اور لطیف مضمون ہے۔ اگر اس پر بھی آپ غور کرنا شروع کریں تو گھنٹوں غور کریں آپ کو نئے سے نئے لطیف مطالب ہاتھ آتے چلے جائیں گے۔ خلاصۃً آپ کو میں پھر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو آئینے کی طرح دیکھیں اس طرح کہ جب جب آپ ان کو کسی کمزوری کی طرف متوجہ کریں تو مخفی طور پر اس رنگ میں کریں کہ وہ غصہ نہ کھائے بلکہ آپ کا ممنون احسان ہو اور پھر اس کو بھول جائیں کہ جب کوئی اور مومن آپ کے سامنے آئے تو اس کی کمزوریاں آپ کو یاد ہی نہ ہوں کہ کوئی ایسی بھی کمزوریاں تھیں، آگے بات نہ چلے۔ پھر آپ ان کی خوبیوں کی بھی تعریف کیا کریں۔ وہ شخص جو صرف کمزوریاں بتاتا ہے وہ لازماً تکلیف پہنچاتا ہے اور ایسا شخص کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ جو خوبیوں پر بھی نظر رکھتا ہے خوبیوں سے پیار کرتا ہے اس کے منہ سے اگر برائیاں بھی معلوم ہوں تو بری نہیں لگتیں۔ جیسے ماؤں کی بات بچے سب سے کم برا مناتے ہیں کیونکہ ان کو پتہ ہے ہر وقت خوبیوں پر نظر ہے اگر ایک برائی بھی دیکھی ہے تو بتاتی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ وہ تحمل کے ساتھ، حوصلے کے ساتھ، ان باتوں کو سنتے ہیں اور نصیحت کرنے والا اگر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے نصیحت کے رنگ سیکھے تو اس کے تعلقات میں رحمت غالب ہوگی اور رحمت کے نتیجے میں وہ شخص جس کو نصیحت کی جاتی ہے اس کی توجہ رحمت کی طرف رہتی ہے اور نصیحت سے برا نہیں مناتا۔ پس آئینہ وہ بنیں جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے اور بسا اوقات آپ جب عمومی نصیحت فرمایا کرتے تھے تو ذکر بھی نہیں کرتے تھے کہ کون ہے لیکن جن کے دل میں کمزوریاں ہوتی تھیں وہ بھانپ لیتے تھے وہ جان لیتے تھے اور اس طرح یہ ضروری نہیں تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر ایک کے پاس جائیں اور ہر ایک شخص کو یہ بتائیں کہ تم کون ہو اور کیا ہو بلکہ آپ کا تعلق تمام بنی نوع انسان سے تھا۔ اس لئے اپنے خطبات میں اپنی عمومی نصائح میں آپ ایسی نصائح فرما دیتے تھے کہ ہر دل جس میں کمزوری تھی وہ بھانپ لیتا تھا کہ میرے متعلق بات ہو رہی ہے لیکن یہ بھی جان لیتا تھا کہ مجھ پر ستاری کا پردہ ڈالا گیا ہے اور اس طرح پھر وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ تو فرمایا مومن ایک دوسرے کا آئینہ ہے (یعنی اپنا آپ اس میں دیکھتا ہے)۔ یہ ایک دوسرا مضمون ہے یعنی اپنا آپ اس میں دیکھتا ہے یہ ترجمہ کرنے والے نے اپنی طرف سے لکھ دیا ہے حدیث کے الفاظ نہیں ہیں یہ تو مضمون کو محدود کرنے والی بات ہے۔ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے، بس اتنی بات ہے۔ کبھی وہ اس کو دیکھتا ہے اور اس کو بتاتا ہے کہ تم کیا ہو کبھی اس کے حوالے سے اپنے آپ کو پہچانتا ہے اور اپنی حقیقت معلوم کرتا ہے کہ میں کون ہوں۔ اس دوسرے پہلو سے یہ بات نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ مومن اپنی کمزوریوں کی تلاش میں رہتا ہے اور سب سے بہتر اس کی کمزوریاں بتانے والا اس کا بھائی ہے اور نہ صرف یہ کہ وہ انتظار کرے کہ کوئی مجھے بتائے وہ خود علیحدگی میں پوچھتا ہے کہ بتاؤ مجھ میں کوئی ایسی بات تو نہیں ہو گئی مجھ میں کوئی ایسی عادت تو نہیں جو بری لگی ہو یا کوئی بات مجھ سے ہوئی ہو جو نہیں پسند آئی ہو۔ اس بات کی تلاش میں رہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیشہ اس بات کی جستجو میں رہتے تھے کہ آپ کی ذات سے کسی کو ادنیٰ سی بھی تکلیف نہ پہنچے۔

پھر فرمایا۔ اپنے بھائی کا مال و متاع ضائع کرنے سے بچو اور اس کی غیر حاضری میں اس کے مال کی دیکھ بھال کرو۔ آج کی دنیا میں تعلقات خراب کرنے کی وجوہات میں اہم ترین وجہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے مال پر حرص کی نظر ہوتی ہے اور اگر ایک دوسرے کا مال بد دیانتی سے کھایا جا سکتا ہے تو لوگ کھاتے ہیں بلکہ سکیم بنا کر بھی کھاتے ہیں اور اگر نہیں کھاتے تو اس لئے کہ کوئی سامنے ہے اور جہاں پیچھے ہٹا وہاں اس کی غیبوبت میں اس کا مال کھانا شروع کر دیا۔ قرآن کریم اس کی مثال دیتا ہے کہتا ہے کہ دیکھو ہر قوم میں اچھے اور برے لوگ ہیں بعض یہود ایسے ہیں کہ ان کو ڈھیروں بھی تم دے دو تو وہ دیانتداری سے کام لیتے ہیں یعنی دیانتداری صرف کسی ایک قوم یا ایک مذہب کا خاصہ نہیں۔ ہر خدا کے بندے میں بعض خوبیاں پائی جاتی ہیں اور بعض ایسے بدبخت ہیں کہ جب تک تم سامنے کھڑے رہو اس وقت تک تم سے دیانت کا سلوک کریں گے ذرا تم نے آنکھ جھپکی یا منہ موڑا اور وہ تمہارے لئے بد دیانت ہو گئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حاضر کی دیانت سکھانے کے لئے غائب کی دیانت پر زور دے رہے ہیں۔ جو شخص عدم موجودگی میں دیانتدار ہے اس سے بڑا دیانتدار کوئی نہیں ہو سکتا وہ حاضر میں تو بد دیانت کبھی نہیں، بعض دفعہ دیانت کر جاتے ہیں۔ پس یہ بات، اپنی ذات میں پیدا کریں، اپنے ماحول میں پیدا کریں،

اپنے بچوں کو سکھائیں کہ سامنے کی دیانتداری تو بد خلقوں کو بھی نصیب ہو جایا کرتی ہے کیونکہ سامنے ہونے کا ایک خوف ہے مگر پیچھے دیانتداری، یہ اصل خلق ہے۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو اس خلق کو اور بھی زیادہ بڑھا کر پیش فرمایا ہے۔ فرمایا ہے صرف یہ نہیں کہ دیانتداری کرو بلکہ اس کے مال کی حفاظت کرو۔ اس کی آنکھیں بن جاؤ، اس کے کان بن جاؤ، اس کے ہاتھ بن جاؤ، جب تمہارا بھائی ایک چیز چھوڑ جاتا ہے تو اس سے قطع نظر کہ اس نے تمہیں حفاظت کے لئے کہا یا نہیں کہا، تمہیں فکر لاحق ہو جانی چاہئے کہ میرے بھائی کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ یہ بہت ہی اعلیٰ درجے کے اخلاق ہیں جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سکھائے ہیں اور جن کے نتیجے میں تمام مالی معاملگیاں سب ختم ہو سکتی ہیں کوئی بھی ان میں باقی نہیں رہ سکتی۔ جس شخص کی روح یہ ہو کہ اپنے بھائی کی یعنی ہر دوسرے کی چیز کی اس کی عدم موجودگی میں حفاظت کر رہا ہو۔ اس کے لئے ممکن کس طرح ہے کہ وہ ہر وقت دماغ لڑائے کہ کس طرح میں شراکت کی ترکیب کروں، کس طرح ہم ایک دوسرے سے مل کر کچھ سودے کریں، جب منافع ہوں تو میں کوشش کروں کہ زیادہ منافعے ملے۔ میرے ہاتھ آجائے۔ نقصان ہوں تو کوشش ہو کہ بڑا نقصان اس کے پلے پڑ جائے۔ یہ باتیں سوچنے والے کبھی غیب میں کسی کے مال کی حفاظت کر سکتے ہیں!؟ اس لئے بہت ضرورت ہے کہ ہمارے جو معاملات ہیں ان کو اتنا صیقل کریں، اتنا مانجھیں، اتنا صاف کریں کہ دنیا میں احمدیوں سے بڑھ کر نیک معاملہ کرنے والی کوئی قوم نہ ہو۔ آپ کے تعلقات اب دنیا میں پھیل رہے ہیں، بہت وسعت اختیار کر رہے ہیں، ہر قسم کی قومیں آ رہی ہیں۔ ان میں سے کچھ مالدار بھی ہوں گے جو آئیں گے، کچھ ضرورت مند بھی ہوں گے جو آپ کے ساتھ تجارتی معاملات بھی کریں گے اور آپ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ وہاں یہ خلق ہے جو امت واحدہ بنانے میں بہت عظیم کردار ادا کرے گا اور اگر یہ خلق آپ کو نہ نصیب ہوا تو بنے ہوؤں کو توڑنے اور بکھیرنے میں سب سے بڑا گناہ آپ کو ہوگا۔

پس آپس کے تعلقات درست کرو۔ یہاں تو حال یہ ہے کہ بھائی بھائی کے معاملے میں بھی دیانتدار ثابت نہیں ہوتا۔ ماں باپ آنکھیں بند کرتے ہیں تو جائیداد کے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتے۔ بارہ بارہ سال بیس بیس سال تک جھگڑے چلتے ہیں۔ ایسی جماعتیں ہیں جن کے ساتھ بالآخر مجھے تنگ آ کر یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ اتنی دیر کے اندر یہ جھگڑے ختم کرو یا مجھ سے تعلق توڑ لو۔ بیچ کی کوئی اب راہ نہیں رہی۔ بیس بیس سال کے ایسے بگڑے ہوئے تعلقات، جماعتیں پھٹی ہوئی ہیں۔ اور اللہ کا احسان ہے کہ جماعت احمدیہ کو خدا نے یہ بنیادی خلق عطا کیا ہوا ہے کہ خلافت سے وابستہ ہے جب یہ کہا کہ پھر مجھ سے کوئی تعلق نہیں تو پھر لوگوں نے قربانیاں کیں۔ وہ جماعتیں درست ہوئیں اب ان میں بڑی برکت پڑ رہی ہے بعض ایسی جماعتیں ہیں ہندوستان میں بھی، جن کا یہ حال تھا کہ سالہا سال سے کسی نئے احمدی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں تھا اب ان جماعتوں میں صرف وہیں بہتر کام نہیں ہوا بلکہ سارے ماحول میں انہوں نے کام شروع کیا ہوا ہے اور حیرت انگیز انقلاب برپا ہو رہا ہے۔ تو جمعیت دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور وہ تمام اخلاق جو جمعیت کو منتشر کرنے والے ہیں وہ آپ کے تبلیغی کاموں میں نہ صرف روک بنتے ہیں بلکہ آئے ہوؤں کو بھی دوبارہ دھکیل کر باہر پھینک دینے کا موجب بنتے ہیں اور یہ معاملات ان میں ایک بہت ہی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بد معاملگی کے نتیجہ میں خاندان بکھر گئے، بھائی بھائی کا دشمن ہوا، بھائیوں نے بہنوں کے حق مارنے کی کوشش کی، بہنوں نے بھائیوں کے حق مارنے کی کوشش کی اور جہاں خاندان بکھر گئے وہاں جماعت کو جمعیت کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتوں پر غور کریں اور اپنے دل میں ایسی جگہ دیں کہ پھر کبھی آپ کے دل سے جدا نہ ہوں۔ ان کی روشنی میں اپنے آپ کو دیکھیں سب سے بڑا آئینہ تو محمد رسول اللہ ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چہرے میں اپنا چہرہ دیکھیں پھر پتہ چلے گا کہ آپ کیا ہیں اور یہ وہ سارے حسن ہیں جو اس آئینے میں محمد رسول اللہ کے حسن آپ کو دکھائی دیں گے۔ جہاں جہاں آپ میں کمی ہے یہ حسن آپ کو بتائیں گے اور کسی نفرت کے ساتھ نہیں بلکہ محبت اور پیار اور شفقت اور رحمت کے ساتھ، رافت کے ساتھ بتائیں گے کہ دیکھو میں تو یہ ہوں اگر تم میری پیروی کرنا چاہتے ہو تو ایسا بننے کی کوشش کرو۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ ایک مثال دیتے ہیں کہ غیر حاضری میں اپنے بھائی کے مال کی حفاظت کرو جب اور کوئی اس کی حفاظت کرنے والا نہ ہو۔ اور پھر اس مثال کو ایک بہت ہی حیرت انگیز طور پر دل پر گہرا اثر کرنے والی کہانی کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ کہانی نہیں یعنی ایک قصہ، واقعہ کے طور پہ بیان کرتے ہیں۔

ایک لمبی حدیث ہے جس میں تین آدمیوں کا ذکر ہے جو ایک غار میں رات بسر کرنے کے لئے داخل ہوئے اور زلزلہ آیا یا اور آندھی یا طوفان کے نتیجے میں وہ غار جس کے منہ سے پتھر سرکا ہوا تھا وہ رات کو ان کے سوتے میں غار کے منہ پر آ پڑا اور اتنا بھاری تھا کہ وہ اس کو ہلا نہیں سکتے تھے۔ تب ان تینوں نے یہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کسی ایسے نیک عمل کا حوالہ دے کر اس سے عاجزانہ عرض کریں کہ اے خدا اگر یہ سچا واقعہ ہے جو ہم بیان کر رہے ہیں اور اگر تیرے سوا کسی اور کی خاطر ہم نے یہ نہیں کیا محض تیرے جلال کی خاطر اور تیرے تعلق کی خاطر ہم نے ایسا کیا تھا تو پھر تو ہم سے رافت کا معاملہ فرما۔ اور ہم اس پتھر کو نہیں ہٹا سکتے تو اس پتھر کو ہٹا دے۔ جب ایک شخص نے اپنا واقعہ بیان کیا تو چونکہ وہ سچا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابل پر ۱/۳ حصہ پتھر کو ایک طرف سرکا دیا یعنی ابھی انسان گزر نہیں سکتا تھا مگر شگاف پیدا ہو گیا۔ پھر دوسرے نے واقعہ بیان کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہی آسمانی ذرائع سے جن سے پتھر غار کے منہ میں آیا تھا ان کو حرکت دیتے ہوئے انہی کے ذریعہ سے پتھر کو اور سرکا دیا لیکن ابھی وہ باہر نہیں جا سکتے تھے۔ ایک شخص جس نے اپنا واقعہ بیان کیا اس کا معاملات سے تعلق ہے اور اسی حدیث سے ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں، اسی کی تشریح ہے۔ اس پر تیسرا آدمی بولا ابھی

اپنے بھائیوں کو آئینے کی طرح دیکھیں اس طرح کہ جب آپ ان کو کسی کمزوری کی طرف متوجہ کریں تو مخفی طور پر اس رنگ میں کریں کہ وہ غصہ نہ کھائے بلکہ آپ کا ممنون احسان ہو

آخری حصہ باقی تھا اور نکل نہیں سکتے تھے اگر یہ تیسرا آدمی کچھ نہ بیان کرتا تو گویا وہ پتھر وہیں پڑا رہتا کہ اسے میرے اللہ میں نے کچھ مزدور رکھے تھے اور کام لینے کے بعد ان کو مزدوری ادا کر دی تھی ان کا حق نہیں مارا۔ البتہ ایک آدمی نے مزدوری کم سمجھتے ہوئے (دراصل یعنی کم سمجھتے ہوئے تو یہ بریکٹ کے ترجمہ کرنے والے کے الفاظ ہیں مراد یہ ہے کہ کسی وجہ سے ناراض ہو گیا یا جو بھی وجہ تھی اس نے مزدوری نہ لی اور چلا گیا) میں نے اس کی یہ چھوڑی ہوئی رقم کاروبار پہ لگا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت دی اور بہت نفع ہوا۔ کچھ مدت کے بعد بالآخر اس پر تنگدستی کا دور آیا اور اتنا غریب ہوا کہ مجبور ہو گیا کہ واپس آکر مجھ سے اسی مزدوری کا مطالبہ کرے۔ کہتے ہیں وہ شخص جب آیا اور مجھے اس نے مزدوری دینے کے لئے کہا تو میں نے اسے ایک اونٹوں اور بکریوں اور بھیڑوں سے بھری ہوئی وادی دکھائی کہ یہ سب تمہاری مزدوری ہے لے لو۔ اس نے کہا بھائی مذاق تو نہ کرو میں غریب آدمی ہوں غلطی ہوئی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا لیکن کم سے کم مجھ سے مذاق تو نہ کرو۔ اس نے کہا نہیں بھائی میں مذاق نہیں کر رہا میں سچ کہہ رہا ہوں کیونکہ اس مزدوری کو میں نے تمہارے بعد کام پر لگایا تھا اور اس کا الگ حساب رکھا تھا اور اللہ نے اتنی برکت دی کہ جہاں میرے مال میں برکت پڑی وہاں تمہارے مال میں بھی برکت پڑی اور یہ جو بھیڑ بکریاں اور اونٹ تمہیں دے رہا ہوں میں شروع سے ہی الگ رکھتا چلا آیا ہوں کیونکہ ان کو پھر میں تجارت پہ لگاتا ہوں پھر برکت پڑتی ہے پھر یہ بڑھ جاتے ہیں تو ان کا حساب میں نے الگ رکھا ہوا ہے اور یہ تمہارے ہیں۔ اس پر وہ خوشی سے دعائیں دیتا ہوا چلا گیا اور اس وقت وہ پتھر سرک گیا اور ان تینوں کو خدا نے یہ توفیق بخشی کہ اس قید خانہ میں جان دینے کی بجائے دوبارہ آزادی کا سانس ان کو نصیب ہو۔

(بخاری کتاب الاجارۃ)

یہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہیں اور یہ تمثیل ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب، کہاں، یہ کیسے واقعہ ہوا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ اسی طرح کی مصیبت میں ہم پھنسے ہوں۔ ہم ہزار قسم کی مصیبتوں میں پھنس جاتے ہیں اور وہاں صرف ایک انسان کی نیکی اسے فائدہ نہیں دیتی بلکہ اپنے بھائی کو بھی دیتی ہے اور یہاں وہ مثال بہت ہی پیارے طور پر صادق آتی ہے کہ مومن مومن کا آئینہ ہے اور بھائی بھائی ہے اور اس کے غیب میں اس کے مال کی حفاظت کرتا ہے اور اس طرح مومن کا فیض اپنے بھائی کو پہنچتا ہے اور تمثیل ایسی عظیم بیان کی کہ ان تینوں کا اجتماعی فیض تھا جس فیض نے ان کو نجات عطا کی، انفرادی فیض نہیں تھا۔ پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتیں حیرت انگیز طور پر عرفان میں ڈوبی ہوئی بلکہ عرفان کا ایک سمندر ہیں جو ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں ان کو غور سے سنیں، پڑھیں، اپنے دل میں جگہ دیں پھر پتہ چلے گا کہ آپ کی کوئی نیکی بھی ضائع نہیں جاتی۔ کوئی خلق ایسا نہیں ہے جو بے پھل کے رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجہ میں آپ ہی کے اموال اور جان اور آپ کی خوشیوں میں برکت نہیں دیتا بلکہ آپ کا فیض ارد گرد بھی پھیلاتا ہے اور وہ لوگ جو مالی کمزوریوں میں مبتلا ہیں، بد دیانتی سے ایک دوسرے کا مال کھاتے ہیں یا شراکت میں بہت سے اشتراک کرتے ہیں اور جب برا وقت آتے تو پھر بہانے بنا بنا کر اپنا نقصان کم کرنے اور بھائی کا نقصان بڑھانے

کی کوشش کرتے ہیں یا دھوکے دے کر اور لالچ دیکر پیسے وصول کرتے ہیں اور پھر ان کے کام نہیں کرتے ان کو بے یارو مددگار چھوڑ جاتے ہیں ان کا جماعت مومنین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کو وہم ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلام ہیں کیونکہ وہ اپنا تعلق آنحضورؐ سے کاٹ لیتے ہیں اور پھر آپس میں بھائیوں سے بھی ان کا کوئی تعلق قائم نہیں رہتا وہ دور ہوتے چلے جاتے ہیں اور دور ہٹتے چلے جاتے ہیں اور دور ہٹا دئے جاتے ہیں خدا کی طرف سے، یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ مثال صادق آتی ہے فرمایا" اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! تم میں بعض (فرماتے ہیں) ایسے بھی ہیں میں جانتا ہوں جو خشک ٹہنیوں کی طرح ہیں بظاہر میرے وجود سے لگے ہوئے ہیں لیکن میرے وجود سے ان کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ جو تعلق رکھتا ہے وہ لازماً سرسبز و شاداب ہوگا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سچا عشق ہو اور آپ خشک ٹہنی بن جائیں۔ پس اس دور میں جب خدا تعالیٰ نے آنحضورؐ کے اخلاق کو از سر نو دنیا میں قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا تو آپؐ ہی کے خلق پر امام مہدیؑ کو پیدا کیا اور آپ نے وہی محاورے استعمال فرمائے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائے تھے اور انہی کے حوالے سے ساری باتیں کہیں۔ پس آپ کہتے ہیں تم خشک ٹہنیوں کی طرح میرے ساتھ زیادہ دیر نہیں لگے رہو گے کیونکہ جس طرح ایک باغبان اپنے زندہ پودوں کی حفاظت کے لئے خشک ٹہنیوں کو ان سے جدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ خشک ٹہنیاں دوسری زندہ ٹہنیوں کا رس بھی چوسنے لگ جاتی ہیں مگر بیکار۔ رس تو چوستی ہیں مگر کسی کام نہیں آتا اور اپنے ساتھ کی شاخوں کو بھی سکھانے لگ جاتی ہیں۔ فرمایا میرا ایک باغبان ہے، میرا ایک خدا ہے جو مجھ پر اور میرے تعلقات پر نظر رکھ رہا ہے وہ پسند نہیں فرمائے گا کہ میری ذات کے ساتھ خشک ٹہنیاں پیوستہ رہیں اور وہ ضرور کاٹی جائیں گی اور جب وہ کاٹی جاتی ہیں تو پھر وہ جلانے کے کام آتی ہیں پھر تم جہنم کا ایندھن بنو گے۔ پس اپنے تعلقات کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے استوار کریں اور وہی ایک ذریعہ ہے کہ آپ کے اخلاق کا جوڑنے والا معاملہ حاصل کریں وہ ایک طرف آپ کو محمد رسول اللہؐ سے جوڑے گا اور دوسری طرف اپنے بھائیوں کے ساتھ جوڑے گا اور اس طرح وہ جمعیت نمودار ہوگی جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں وہ جمعیت عطا فرمائے اس جمعیت کے بغیر ہم دنیا میں کوئی انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔ الحمد للہ کہ وہ جمعیت نصیب ہو رہی ہے الحمد للہ کہ میں محبت کے عجیب عجیب حیرت انگیز دل لبھانے والے اظہار دیکھ کر آیا ہوں۔ جرمنی کی جماعت کو خدا نے یہ توفیق بخشی ہے کہ وہ تیزی کے ساتھ نشوونما پانے لگی ہے۔ ہر قوم میں پھیل رہی ہے۔ ہر قوم سے تعلق جوڑ رہی ہے اور ایسے ایسے نئے آنے والے عشاق دیکھے ہیں کہ ان کی نظروں کو دیکھ کر میں ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا۔ وہی لوگ جو ایک دو سال پہلے ملے تھے ان کی آنکھوں میں اجنبیت تھی، کوئی تعلق کے آثار نہیں تھے اب وہ آنکھیں عشق سے معمور تھیں۔ ہر لحظہ قربانی کے لئے تیار تھیں یہاں تک کہ ایک موقعہ پر جب میں نے ایک معاملے میں نصیحت کی (باقی صفحہ ۱۵ پر)

خلاصہ خطبہ جمعہ و افتتاحی خطاب بر موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۹ جولائی ۹۴ء بمقام اسلام آباد (U.K.)

پاکستان میں توہینِ رسالت کے نام پر صرف مُلّاں بلکہ وزراء و گورنر بھی خلافِ اسلام باتیں کر رہے ہیں!

پاکستانی قانون توہینِ رسالت (دفعہ ۲۹۵-سی) سراسر توہینِ اسلام ہے

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

لندن (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برطانیہ کے ۲۹ ویں جلسہ سالانہ کے پہلے روز خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورۃ المنافقون کے پہلے رکوع کی تلاوت فرمائی اور پھر اپنے گزشتہ خطبات جمعہ کے تسلسل میں پاکستان کے خود ساختہ آئین توہین رسالت کا قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام کی روشنی میں تفصیلی جائزہ پیش فرمایا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سے متعدد انبیاء کرام کے حوالے پیش فرمائے جنہیں ان کے منکرین نے جھوٹا دھوکے باز، رشوت خور، پاگل جیسے توہین آمیز کلمات سے یاد کیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ان میں سے کسی نبی کی توہین کے سلسلہ میں منکرین انبیاء پر یا انبیاء کی توہین کرنے والوں پر اس دنیا میں کسی طرح کی سزا کا قرآن مجید میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ جہاں جہاں بھی توہین انبیاء کا ذکر ہے وہاں ساتھ ہی توہین کرنے والوں کو صرف اور صرف اُخروی عذاب اور خدا تعالیٰ کی لعنت سے ڈرایا گیا ہے۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ توہین انبیاء سے پہلے خدا تعالیٰ کی توہین کا مضمون لینا چاہئے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی توہین یعنی شرک کے متعلق صاف طور پر فرمایا گیا ہے کہ سب گناہ بخشے جا سکتے ہیں لیکن شرک نہیں بخشا جائے گا۔ حضور نے فرمایا۔ نہ تو توہین خداوندی کے تعلق سے کوئی سزا تجویز کرنے کا کسی کو حق ہے اور نہ توہین انبیاء کے تعلق سے انسانوں میں سے کسی کو اس دنیا میں سزا تجویز کرنے کا اختیار ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں صاف صاف ذکر ہے۔ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ (نساء - ۱۴۰)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں تمہارے لئے یہ تعلیم نازل فرمائی ہے کہ جب بھی تم سنو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جائے اور ان سے تمسخر کیا جائے تو ان کے پاس نہ بیٹھا کرو۔ ہاں جب وہ دوسری باتیں کریں تو معاشرے کے ملنے جلنے کے جو آداب ہیں ان سے بلاشک ملنا جلنا رکھو۔

قرآن مجید کے فرمان کے مطابق آیات اللہ سے مراد انبیاء اور کتابیں سب ہیں۔ پس یہاں واضح طور پر فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کی آیات انبیاء اور کتب کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کو تمسخر کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جایا کرو۔ یہ حکم ہرگز نہیں کہ تلواریں نکال کر توہین کرنے والوں کی گردنیں اڑا دیا کرو۔ صرف اٹھ جانے کا حکم ہے۔ وہ بھی ہمیشہ کے لئے بائیکاٹ نہیں۔ بلکہ جب وہ تمسخر والی باتوں کو چھوڑ کر دوسری باتیں کرنے لگیں تو فرمایا کہ بلاشک دنیا کے طریقے کے مطابق ان سے میل جول رکھو۔ لیکن ان مجلسوں میں نہیں بیٹھنا جس میں خدا تعالیٰ کی آیات کی گستاخی ہو رہی ہو۔ یہ ہے قرآنی تعلیم اور قرآنی سزا جس کے متعلق فرمایا ہے کہ بطور خاص ہم نے قرآن مجید میں تمہارے لئے نازل کی ہے۔ جہاں تک تمسخر کرنے والوں کی سزا کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ اسی آیت میں آگے فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ کہ ان کی پرواہ نہ کرو یہ اللہ کا کام ہے اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور منافقین کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

یہ ہے عظمت قرآن اور یہ ہے قرآن کا حوصلہ ایسی عظیم تعلیم کی موجودگی میں یہ کہنا کہ توہین انبیاء یا توہین آنحضرت کرنے والوں کو اس دنیا میں کسی قسم کی سزا دینے کا قرآن شریف سے کوئی جواز ہے نہایت غلط اور حقیقت سے دور کی بات ہے۔ پس اگر گستاخی کی کوئی سزا ہے تو ان لوگوں کو یہ سزا ملنی چاہئے جو قرآن کی کھلی کھلی تعلیم کی موجودگی میں اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس دنیا میں اپنی خود ساختہ سزائیں تجویز کرتے ہیں اور اس تعلیم کا انکار کرتے ہیں جو اللہ نے (بطور خاص) اپنے بندوں کے لئے نازل فرمائی۔

حضور نے فرمایا تعجب یہ ہے کہ توہین رسالت کی سزا تجویز کرنے والے قرآن مجید کی بیان فرمودہ ان آیات کا اپنے دلائل میں کہیں بھی ذکر نہیں کرتے اور تقویٰ سے عاری ہو کر اپنی من مرضی کی تاویلات کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو تعلیم اس تعلق میں اس وقت اسلامی ممالک میں پیش کی جا رہی ہے وہ زمنہ وسطیٰ کے بعض واقعات کی روشنی میں ہے۔ اور جن میں صرف اور صرف بعض ضعیف اور غلط احادیث کا سہارا لیا گیا ہے۔ اور ایسا خوفناک مزاج بنایا جا رہا ہے جس کا اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ لوگ صرف گستاخی کے ہی مرتکب نہیں بلکہ سارے عالم میں اسلام کی بدنامی کے مرتکب ہو رہے ہیں یہ لوگ ایسے دوغلے ہیں کہ جب مغربی ممالک میں آتے ہیں تو توہین رسالت کے تعلق میں قتل کی سزا کا نام تک نہیں لیتے اور اپنے ممالک میں کمزور اقلیتوں پر اس سزا کو تجویز کرتے ہیں۔ کیا یہی اسلام ہے؟

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ پر اپنے بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے جلسہ سالانہ برطانیہ کے پہلے روز دنیا بھر کے لاکھوں انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یہود آنحضرت صلعم کو بجائے محمدؐ کے مذمم کہتے تھے۔ لیکن آپؐ نے کبھی ان کے لئے سزا تجویز نہ کی آپؐ کو مجنون کہتے تھے اور آپؐ نے کبھی ان کے لئے کوئی سزا تجویز نہ کی۔ اس تعلق میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیشتر آیات پیش فرمائیں جن میں آنحضرت صلعم کو توہین آمیز کلمات سے یاد کیا گیا ہے لیکن کسی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم یا کسی صحابی کو کفار کے خلاف تلوار اٹھانے یا توہین کے عوض میں قتل کی سزا دینے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ اس سزا کو ان کی موت کے بعد تک اٹھا رکھا ہے۔

حضور نے فرمایا تاریخ اسلام میں آنحضرت صلعم کی توہین اور اس کی سزا کے تعلق سے ایک معلوم

مثال پیش کی گئی ہے۔ جس کا ذکر سورۃ المنافقون کی ان آیات میں ہے جو میں نے اپنے خطبہ جمعہ کی ابتداء میں تلاوت کی تھی۔ غزوہ بنو مصطلق کے موقعہ پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا تھا کہ جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو مدینہ کا سب سے معزز انسان یعنی عبداللہ بن ابی بن سلول سب سے ذلیل انسان یعنی نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلعم کو مدینہ سے نکال دے گا۔ جب صحابہ کو اس منافق کی اس بڑ کا علم ہوا تو صحابہ کو اس پر بہت طیش آیا اور ایک کے بعد ایک آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی اے اللہ کے رسول ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس کا سر تن سے جدا کر دیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں تک کہ اس کا اپنا بیٹا بھی آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے باپ کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ حضور نے ایسی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ یہ ہتک رسول کا واقعہ قرآن میں درج ہے اس سے زیادہ تو کوئی حدیث کوئی ملاں پیش نہیں کر سکتا جس میں ہتک رسول کا مضمون اس طرح بیان ہوا ہو۔ اور پھر قرآن کے معانی کے خلاف مضمون ہو۔

حضور نے فرمایا کہ اس کے خلاف ہر وہ حدیث جو قرآنی بیان سے ٹکراتی ہو دراصل وہ حدیث نہیں۔

عبداللہ بن ابی بن سلول کے واقعہ کے سلسلہ میں فرمایا کہ رسول اللہ کی توہین کرنے والا یہ وہی شخص ہے کہ جب طبعی موت مرا ہے تو آنحضرت صلعم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ یہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ ہے آپ کا عظیم کردار!

افتتاحی خطاب

اسی مضمون کو خطبہ کے بعد اپنے افتتاحی خطاب میں تسلسل سے جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ خطبہ جمعہ میں میں نے بتایا تھا کہ پاکستان میں توہین رسالت کے تعلق سے قتل کی سزا تجویز کرنے والوں نے قرآن و حدیث کے واضح ارشادات کی نافرمانی کرتے ہوئے اسلام کے درمیانی دور کے بعض مفتیوں کے فتاوی کی روشنی میں جو انہوں نے بعض ضعیف احادیث کے سہارے سے پیش کی ہیں۔ توہین رسالت کی سزا قتل تجویز کر دی ہے۔ حالانکہ وہ فتوے ان مفتیان کے خود ساختہ فتوے تھے۔ جن کا قرآن کریم کی محکم آیات اور رسول پاک صلعم کی سنت مبارکہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

حضور نے فرمایا چونکہ ان لوگوں نے یہ کھلم کھلے فتوے دئے کہ کفر کی سزا قتل ہے اور بار بار اس بات کو دہرایا اور جہاں جہاں گستاخی رسول کے حوالے سے ان لوگوں نے قتل کے فتوے دیئے ہیں وہاں یہ استنباط قائم کیا ہے کہ چونکہ گستاخی رسول کرنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کفر کی سزا قتل کے سوا اور کچھ نہیں اس لئے لازماً ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا۔

حضور نے فرمایا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اسلام کوئی علاقائی مذہب ہے یا جغرافیائی یا قومیائی مذہب ہے یا بین الاقوامی مذہب ہے۔ اگر بین الاقوامی مذہب ہے تو اس کا فتوی کل عالم میں ہر جگہ یکساں نافذ العمل ہونا چاہیئے وہ مسلمان جو غیر قوموں میں بستے ہیں ان کا کوئی حق نہیں کہ اسلام کی تعلیم کو سچا سمجھتے ہوئے اپنی جان بچانے کے لئے اس تعلیم سے وہاں روگردانی کریں جہاں ان کو طاقت نہیں ہے کہ اس تعلیم پر عمل کر سکیں۔ اس صورت میں یہ تعلیم محض اپنے نفس کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ حضور نے فرمایا اگر غیر قوموں میں اختیار نہیں تو اپنے دائرہ حکومت میں تو اختیار ہے۔ وہاں کے غیروں کو قتل کر کے دکھائیں اگر طاقت اور سچی غیرت ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تم اس خود ساختہ تعلیم پر خود اس جگہ بھی عمل نہیں کر سکتے جہاں تم اکثریت میں ہو کیونکہ جانتے ہو کہ دوسرے تمہارے خون کے پیاسے ہو جائیں گے۔ حضور نے فرمایا یہود کی اور عیسائی تو سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرتے ہوئے آپ کو جھوٹا اور مفتری کہتے ہیں لیکن ان لوگوں کے متعلق تمہارا کیا فتوی ہے اور اب تک تم نے کیا عمل کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا ان پر کچھ بھی بس نہیں چلتا اور نہ چل سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا جہاں تک اس تاریخ کا تعلق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بنی ہے اس تاریخ کے حوالے سے دشمنان اسلام دو ایسے واقعات پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت نے دو افراد کو قتل کر دینے کا حکم دیا تھا۔ ان میں سے ایک کعب بن اشرف ہے۔ اور دوسرا ابو رافع یہ وہ دو یہودی لیڈر تھے جن کی شرارتوں اور بدعہدیوں کے نتیجہ میں ان کو مدینہ سے باہر نکال دیا گیا تھا۔ لیکن نکلنے کے باوجود یہ اپنی بدعہدیوں پر قائم رہے اور دیگر اقوام کو اسلام کے خلاف بھڑکاتے رہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہر دو ظالموں کے ظلم و ستم پر بہت صبر کیا بالآخر ان کے قتل کا حکم دیا اور یہ قتل بدعہدیوں کی وجہ سے تھا نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی وجہ سے تھا اور تاریخ شاہد ہے کہ ان کے قتل پر یہودیوں کو بھی اس بات کا اطمینان تھا کہ ان کو بدعہدیوں کی جو سزا دی گئی تھی تو ٹھیک سزا دی گئی۔

جہاں تک اس یہودیہ کے قتل کا تعلق ہے جس نے آنحضور کو زہر ملا ہوا گوشت دیا تھا اور جس کے کھانے سے ایک صحابی شہید ہو گئے تھے تو یہ قتل آنحضرت کی توہین کے طور پر نہیں بلکہ اس صحابی کے ورثاء کی جانب سے مطالبہ قصاص پر تھا۔

حضور نے فرمایا پاکستان میں توہین رسالت کے نام پر نہ صرف ملاں بلکہ وزراء اور گورنر بھی ایسی ایسی خلاف اسلام باتوں کی تشہیر کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں کل عالم میں اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا اس تعلق میں الطاف حسین صاحب گورنر پنجاب نے بھی ایک کتاب شائع کی ہے اور انہوں نے ازمنہ وسطی کے بعض مضامین کے رطب و یابس فتوے اکٹھے کر کے اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی ناکام کوشش کی ہے جہاں پنجاب کے گورنروں کی دماغی کیفیت یہ ہو وہاں عوام الناس کا کیا حال ہوگا۔

اپنے بصیرت افروز خطاب کو جاری رکھتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالی نے مختلف فرقہ ہائے اسلامیہ کے علماء کے خلاف اسلام اور توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل بعض عقائد پڑھ کر سنائے اور پھر فرمایا یہ لوگ بے شک جیسے مرضی خیالات رکھیں ہرگز توہین رسالت کے مرتکب نہیں لیکن اگر احمدی خدا کی بھی حمد و ثنا کریں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں تو توہین رسالت کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کتاب "صراط مستقیم" کے صفحہ ۱۶۹ پر مولوی اسماعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں۔

"نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی برا ہے۔"

حضور نے فرمایا یہ ان کے دین کا حال ہے اور احمدیت پر بڑھ چڑھ کر دعوے کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ گستاخ رسول ہیں۔

کتاب التوحید ص۲۵ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں۔

"وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے واسطے سفر کرنا شرک کی طرف لے جانے والا ہے۔"

اب کہاں ہیں مکے اور مدینے کے سربراہان جن کے بانی مبانی کا یہ فتوی ہے۔

حضور نے فرمایا جہاں تک شیعہ مذہب کا تعلق ہے اس میں تو سجدۃ الائمہ ص ۹۱ پر لکھا ہے۔ "وہ حضرت علی خدا ہیں" مناقب مرتضوی جلاء القلوب جلد ۲ باب ۹ ص ۹ میں لکھا ہے "حضرت علی خدا ہیں اور ہم ان کے بندے ہیں"

آگے مسلسل

حضور نے فرمایا یہ ہرگز ہتک رسول نہیں ہے کیونکہ شیعہ طاقت ور ہیں۔ پھر فرمایا رسالہ نور تن صفحہ ۲ میں لکھا ہے۔ "حضرت علی فرزند خدا ہیں" صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے۔ "قرآن دراصل حضرت علی کی طرف نازل ہوا تھا" پھر تحفۃ الطالبین اور حق الیقین مجلس باب صفحہ پر لکھا ہے۔ "حضرت علی رضی اللہ عنہ جمیع انبیاء سے افضل ہیں اگر حضرت علی شب معراج میں نہ ہوتے تو محمد رسول اللہ کی ذرہ بھی قدر نہ ہوتی"

یہ ہے کفر کا کلمہ اور بے حیائی و گستاخی کا کلمہ۔ اور کسی کو یہ جرأت نہیں کہ ان کے متعلق اعلان کرے کہ یہ گستاخ رسول ہیں۔

حضور نے فرمایا مودودی نے اپنی تفسیر القرآن میں لکھا ہے۔ (دیباچہ صفحہ ۲۵) "قرآن مجید میں نہ تصنیفی ترتیب پائی جاتی ہے نہ کتابی اسلوب"

یعنی مودودی کو تصنیفی ترتیب نصیب ہو گئی اور اس کی کتب کو تو کتابی اسلوب نصیب ہو گیا لیکن قرآن کو نصیب نہ ہو سکا نعوذ باللہ من ذالک۔ یہ ہے توہین قرآن اور توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور نے فرمایا پس دیوبندی، وہابی۔ اہل حدیث، شیعوں اور جماعت اسلامی وغیرہ دیگر فرقوں کو تو چھٹی ہے کہ بے شک اہانت رسول کریں اور کوئی تصور نہیں اگر احمدی درود شریف پڑھے تو پاکستان میں اس کے لئے قتل کی سزا ہے۔

حضور نے فرمایا اس وقت تک ۱۲۳ ایسے معصوم احمدی ہیں جو دفعہ ۲۹۵-سی کے تحت پاکستان کی مختلف جیلوں میں بند ہیں۔ اور ان کا قصور صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ کلمہ طیبہ اور درود شریف پر دل و جان سے ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے با دلائل ثابت فرمایا کہ احمدی ہی ہیں جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عزت کرتے ہیں۔ اسلام سے سچا عشق رکھتے ہیں۔ اگر یہ لوگ جماعت کے خلاف جھوٹے مقدمات بنانے سے باز نہ آئے تو یقیناً ذلیل و رسوا ہوں گے اور خدا کی لعنت سے ان کو ان کی کوئی تدبیر بچا نہیں سکے گی۔

آج لب پہ ذکر محبوب خدا آنے کو ہے

از جناب سردار لبشن سنگھ صاحب بسمل

یا خدا تعریف میں کس کی ہوا ہے رطب اللساں ☆ چہچہاتی بلبلیں ہیں کیوں دل ہیں سرا طرز بیاں!
زرنگار کا کٹ آتا ہے وقت امتحاں ☆ آج دکھلانے کو ہے جوہر مری طبع رواں!

آج لب پہ ذکر محبوب خدا آنے کو ہے
ناز کا پھر وقت لے بخت رسا آنے کو ہے

اے رسول پاک! اے پیغمبر عالی وقار ☆ چشم باطن بیں نے دیکھی تجھ میں شان کردگار
تیرے دم سے گل نظر آنے لگے ہیں دشت و خار ☆ خوبیوں کا ہو تری کیونکر بھلا ہم سے شمار

نور سے تیرے اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آنے سے آبرو کفار کی پانی ہوئی

اک جہالت کی گھٹا تھی چار سو چھائی ہوئی ☆ ہر طرف خلق خدا پھرتی تھی گھبرائی ہوئی
شمع دینداری کی تھی بے طرح مرجھائی ہوئی ☆ لہلہا اٹھی تری جب جلوہ آرائی ہوئی

تیرے دم سے ہو گئیں تاریکیاں سب منتشر
پا گئی راحت ترے آنے سے چشم منتظر

کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے ☆ کیوں نہ راہ حق میں اپنا رہنما جانیں تجھے
دیکھنے کو دے خدا آنکھیں تو پہچانیں تجھے ☆ حق تو یہ ہے بے گماں والشمس الضحیٰ مانیں تجھے

گو مسلمانوں کا اک پیغمبر اعظم ہے تو
اپنی آنکھوں میں بھی اک اوتار سے کب کم ہے تو

(الفضل ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۰ء)

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۱۲

اور اس کا لوگوں پر اثر ہوا تو ایک سکھایا پڑھایا امام آگے آیا۔ اس نے وہی باتیں کہیں جو ہم جانتے ہیں کہ پاکستان میں مولوی احمدیوں سے دور کرنے کے لئے دوسروں کو سکھاتے ہیں۔ صاف دکھائی دے رہا تھا کہ سکھایا پڑھایا شخص ہے۔ جب وہ یہ باتیں بیان کر رہا تھا اور ایک سیکنڈ ونیا کا احمدی جو تھوڑا عرصہ ہوا احمدی ہوا تھا لیکن اتنی محبت اور ایسا جوش اس کے دل میں ہے کہ بار بار اچھل کے اٹھتا تھا میری طرف دیکھتا تھا کہ مجھے اجازت دیں میں اس کا جواب دوں گا۔ مگر میں ہر دفعہ اس کو اشارے سے روکتا رہا اور پھر تحمل سے میں نے بات بیان کی یہ ویسے ہی عشاق ہیں جن کا ذکر آپ پڑھا کرتے زمانوں میں انبیاء کے حوالوں سے پڑھتے ہیں اور انبیاء ہی کی برکت سے وجود میں آئے ہیں۔ اگر مسیح موعود دوبارہ دنیا میں تشریف لاتے تو وہ اولین کے نظارے جو تاریخ کی زینت تھے وہ آج اس زمانے کی زینت نہیں بن سکتے تھے۔ پس ان خوبیوں کی حفاظت کریں یہی اخلاق حسنہ ہیں جو آپ کو زندگی بخشیں گے یہی اخلاق حسنہ ہیں جو لوگوں کے دلوں میں ایک عظیم روحانی انقلاب برپا کر دیں گے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

مدح چمن آرائے مدینہ

از جناب مولوی حکیم ضمیر حسن خاں صاحب دل۔ شاہجہانپوری

کیونکر نہ ہو مومن کو تمنائے مدینہ ☆ ہیں خلد کے مالک چمن آرائے مدینہ
تو بہ کا مخزن ہے ہر اک ذرہ یثرب ☆ دیکھو تو سہی رونق صحرائے مدینہ
مداح رہا آپ کا ہر مشرک و مومن ☆ مجموعہ اخلاق تھے مولائے مدینہ
افسردہ دلوں پر نظر فیض و عطا ہو ☆ اے ابر کرم اے چمن آرائے مدینہ
تقدیر چمک جائے گی یثرب کی فضا میں ☆ ہے نور فزا شدت سودائے مدینہ
روضہ کی زیارت سے شرف پائیں گے زائر ☆ کھینچے لئے جاتی ہے تمنائے مدینہ
سرچشمۂ توحید ہے یہ شہر مقدس ☆ یکتا نظر آئی ہمیں دنیائے مدینہ
نغمہ ہے چمن میں یہ عنادل کی زباں پر ☆ ہر پھول سے خوش رنگ ہیں گلہائے مدینہ
درکار ہے اس راہ میں اخلاص عقیدت ☆ گلشن نظر آیا ہمیں صحرائے مدینہ
ہو نوک قلم صفحہ کاغذ پہ گل افشاں ☆ مقصود ہے مدح چمن آرائے مدینہ
ہے پاک و مطہر وطن شاہ دو عالم ☆ قدسی بھی نظر آئے ہیں شیدائے مدینہ
عقبیٰ بھی بڑھی شوق لقا اور سوا ہو ☆ یارب نہ گھٹے جوشش تمنائے مدینہ
پایا یہ لقب حضرت دل حب نبی سے ☆ کہتے ہیں ملائک مجھے شیدائے مدینہ

(الفضل ۳۱ مئی ۱۹۲۹ء)

"پیغمبر اسلام ایک باعمل انسان اور بہت بڑے شہری تھے ان کی سچائی کی پیاس کو سوائے وحی الٰہی کے اور کوئی چیز نہ بجھا سکی۔ انہوں نے اپنی قوم کو اپنی زندگی میں محض فلسفہ کی تعلیم کبھی نہیں دی۔ بلکہ مصیبتوں اور دکھوں میں سینہ سپر رہنے کا اصول ان کی زندگی کا جزو بنا دیا۔ محمد (صلعم) نے ہمیشہ ٹالرنیشن (رواداری) کی تعلیم و تلقین کی ہے اور وہ ہمیشہ عالمگیر اتحاد کے حامی رہے ہیں۔"

(سی۔ پی رام سوامی ائیر)

برطانیہ میں جماعت احمدیہ کا ۲۹ واں جلسہ سالانہ

☆ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے بصیرت افروز خطابات

☆ عالمی بیعت (تعداد بیعت چار لاکھ اٹھارہ ہزار دو صد چھ)

☆ عالمی مجلس عرفان ☆ اسیران راہ مولیٰ کے اعزاز میں تقریب

☆ گذشتہ سال جماعت احمدیہ کی ترقی کی ایمان افروز رپورٹ (جماعت احمدیہ دنیا کے ۱۴۲ ملکوں میں پھیل گئی)

☆ تاتارستان کے امور مذہبی کے وزیر، سینیگال کے ممبر پارلیمنٹ اور بوسنین لیڈر کی تقاریر

لندن ۳۱ر جولائی (ایم۔ ٹی۔ اے) الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آج سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب کے ساتھ ہندوستانی وقت کے مطابق رات پونے ایک بجے جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۲۹ واں جلسہ سالانہ تین یوم تک نہایت شان و وقار سے منعقد ہو کر بخیر و عافیت اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے افتتاحی خطاب درمیانے روز کے خطاب اور آخری روز کے اختتامی خطاب کے علاوہ جلسہ مستورات سے بھی خطاب فرمایا۔ دوران جلسہ ۳۰ر جولائی اور ۳۱ر جولائی کے روز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دو نظمیں پڑھی گئیں نظم کا عنوان تھا "جاء المسیح جاء المسیح" اور یہ عوام الناس کے لئے لکھی گئی تھی دوسری نظم کا عنوان۔ "آمد امام کامگار" تھا یہ نظم حضور انور نے پاکستان کے معاند مولویان کے نام لکھی تھی ہر دو ایمان افروز نظمیں اسلامی نعروں کی گونج کے دوران نہایت خوش الحانی سے پیش کی گئیں۔

۲۹ر تاریخ کے روز نماز جمعہ کے بعد حضور انور نے ہندوستانی وقت کے مطابق ۹ بجکر ۱۰ منٹ پر جلسہ گاہ پہنچ کر لوائے احمدیت لہرایا اور ساتھ ہی اس موقع پر دنیا کے کئی ممالک کے جھنڈے بھی لہرائے گئے۔ فضا نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی نعروں سے گونج رہی تھی۔ بعدہ حضور انور سٹیج پر تشریف لائے اور جناب حلمی الشافعی صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ اس اجلاس میں حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ کے تسلسل میں توہین رسالت سے متعلق پاکستانی آئین کا قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیلی جائزہ لیا (اس خطبہ و خطاب کا خلاصہ دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔)

احمدی مستورات سے خطاب

دوسرے روز یعنی ۳۰ر جولائی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مستورات سے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے پاکستانی احمدی مستورات کی قربانیوں کے وہ ایمان افروز اور رقت آمیز واقعات بیان فرمائے جو انہیں ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء اور ان کے دوران کے اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن کے دوران پیش آئے یہ واقعات جہاں نہایت ایمان افروز تھے وہاں دلوں کو ہلا دینے والے اور پتھر دلوں کو بھی رُلا دینے والے تھے۔ سامعین قربانی کے ان واقعات کو سنتے رہے اور روتے رہے حضور انور بھی اگرچہ رومال سے آنسو پونچھتے رہے لیکن نہایت صبر اور وقار سے آپ نے ان واقعات کو پیش فرمایا۔

عالمی لیڈران کے تاثرات:۔

دوسرے روز کے آخری اجلاس سے بوسنیا کے ایک لیڈر اور جنرلسٹ محمود (یا مکنہ) سینیگال کے احمدی ممبر پارلیمنٹ عمر باوجی صاحب اور تاتارستان کے مذہبی امور کے وزیر اور امور مذہبی کے کمیشن کے چیئرمین نے خطاب فرمایا۔ بوسنیا کے لیڈر نے بوسنیا میں جماعت احمدیہ کی گرانقدر خدمات کو بہت سراہا اسی طرح تاتارستان کے وزیر مذہبی امور نے حضرت امیر المومنین اور جماعت احمدیہ کے نام اپنی مملکت کے قائمقام صدر صاحب کا خیر سگالی کا پیغام پڑھ کر سنایا اور پارلیمنٹ میں جماعت احمدیہ کے افراد پر ڈھائے جانے والے مظالم پر افسوس کا اظہار کیا۔

دوسرے روز کا خطاب اور جماعت کی عالمگیر مساعی

ان کے بعد حضور انور نے اپنے دوسرے روز کے خطاب میں عالمگیر جماعت احمدیہ کی گزشتہ سال کی مساعی جمیلہ پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے کسی قدر روشنی ڈالی حضور نے فرمایا جس رفتار سے ہر سال جماعت احمدیہ ترقی کر رہی ہے اس کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چند سالوں کے اندر عظیم انقلابات کی داغ بیل ڈال جانے والی ہے جتنا زیادہ احمدیت کے دشمن مخالفت میں اور احمدیت کے خلاف غیظ و غضب میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں اتنا ہی زیادہ خدا کا ہاتھ ہمارے دلوں کو سکون بخشتا چلا جا رہا ہے۔ حضور انور نے سامعین کو یہ خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا کہ امسال جماعت احمدیہ ۱۳۵ ملکوں سے بڑھ کر ۱۴۲ ملکوں میں پھیل گئی ہے گویا سات نئے ملکوں میں احمدیت کا پودا لگایا گیا۔ حضور نے فرمایا جب میں دس سال قبل یہاں ہجرت کر کے آیا تھا اور بدبخت ضیاء الحق نے اعلان کیا تھا کہ میں احمدیت کے کینسر کو نعوذ باللہ نہ صرف پاکستان سے بلکہ پوری دنیا سے اکھاڑ پھینکوں گا۔ آج اللہ کے فضل سے گزشتہ دس سالوں میں احمدیت ۵۱ نئے ممالک میں احمدیت کا پودا لگا ہے۔ حضور نے فرمایا ان میں البانیا۔ رومانیہ بلغاریہ چاڈ ۔ وادے ۔ قزاکستان شامل ہیں۔ حضور نے فرمایا نئے یورپین ممالک میں احمدیت کا پودا لگانے میں جرمنی اول نمبر پر ہے لیکن بیعتوں کی تعداد کے لحاظ سے سویڈن پہلے نمبر پر ہے۔ حضور نے فرمایا تاریخ احمدیت میں یہ پہلا سال ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں یورپین احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئے ہیں اس سال خدا کے فضل سے چھبیس ہزار یورپین احمدیت میں داخل ہوئے اور ابھی مزید خبروں کے آنے کا انتظار ہے۔

افریقہ میں احمدیت کے نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ وہاں اس سال بہت سے امام اپنی مساجد سمیت جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔

حضور نے فرمایا امسال چار ہزار دو صد بتیس جماعتیں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ دس سال کے عرصے میں عطا فرمائی ہیں تمام دنیا میں جماعتوں کے قیام کے لحاظ سے سیرالیون اول ہے جہاں اب تک سولہ صد بتیس جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔

حضور نے فرمایا جب سے پاکستان میں ہماری مساجد توڑنے کی مہم زوروں پر چل پڑی ہے اتنی ہی زور سے ہر سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں نئی مساجد عطا ہو رہی ہیں کچھ نئی بنانے کی توفیق مل رہی ہے کچھ بنی بنائی بنانے کی توفیق مل گئی پس امسال خدا کے فضل سے ہمیں چھ صد اڑسٹھ نئی مساجد بنانے یا حاصل کرنے کی توفیق عطا ہوئی ہے ایسی مساجد جن کے ساتھ ان کے امام اور سارے

گاؤں والے بھی آ گئے۔ گزشتہ ہجرت کے دس سالوں میں ان کی تعداد ۱۶۴۷ ہے۔

ملک وار جن ممالک کو اللہ تعالیٰ نے نئی مساجد سینکڑوں کی تعداد میں عطا کی ہیں۔ ان کی ترتیب اوّل دوم سوم چہارم اور پنجم کے اعتبار سے اس طرح ہے سیرالیون سرِفہرست گیمبیا دوسرے نمبر پر پھر سینیگال۔ آئیوری کوسٹ اور یوگنڈا تیسرے چوتھے اور پانچویں نمبر پر ہیں۔ یورپ میں تبلیغی مراکز میں جو اضافہ ہوا ہے اس میں خدا کے فضل سے جرمنی میں امسال چار اور یو کے میں ایک نئی عمارت نئے مشن ہاؤس کے طور پر حاصل کی گئی ہے۔ اسی طرح امریکہ میں واشنگٹن میں امسال جماعت احمدیہ کی سب سے بڑی مسجد کا افتتاح کیا جائے گا۔ حضور نے فرمایا افریقہ میں ہمارے مشن ہاؤس کی تعداد ۲۰۸ ہے اور گزشتہ دس سالوں میں ہمیں خدا کے فضل سے ۱۰۵ نئے مشن ہاؤس بنانے کی توفیق ملی ہے اب تک ۱۶۱ نئے قطعات خریدے جا چکے ہیں۔

حضور نے فرمایا عمومی طور پر اس سال ۱۲۱۵ نئی جماعتیں نئے دیہات ۱۳۸۷ نئی مساجد ۹۹۴ اور ۸۰۲ نئے چیفس احمدیت میں داخل ہوئے اسی طرح جو آئمہ جماعت میں داخل ہوئے ان کی تعداد دس صد ستر ہے۔

ایم۔ ٹی۔ اے کے سلسلہ میں حضور انور نے جبوال خاندان کے لئے تحریک دعا کی اور فرمایا کہ ان میں سے بھی خاص طور پر بسیم جبوال کو غیر معمولی قربانیوں کی توفیق مل رہی ہے آج کل وہ بیمار ہیں میں ان کے لئے دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے اور ان کے اموال و نفوس میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے آمین اسی طرح ان تمام لوگوں کے لئے بھی دعا کریں جو ایم۔ ٹی۔ اے کے سلسلہ میں خدمات بجا لا رہے ہیں۔

حضور نے ایم۔ ٹی۔ اے کی کامیابیوں اور اس کے گہرے اثر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ روس میں جو کہ ایک متمول خاتون ہیں انہوں نے اتفاقاً ایم۔ ٹی۔ اے کو دیکھنا شروع کیا وہ خاص طور پر رشین ترجمہ میں دلچسپی لیا کرتی تھیں ان کے دل پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ماسکو کے علاقے میں جو تقریباً سو میل کے ایریا میں مقامی ریڈیو سٹیشن ہے اس میں وہ وقت خرید کر تحفۃً جماعت احمدیہ کو دیں۔ چنانچہ انہوں نے چند گھنٹے کا وقت تحفۃً خود خرید کر دیا خود ہی حکومت سے اس کی اجازت لی اور اب روزانہ ماسکو ریڈیو سے کئی گھنٹے کا پروگرام نشر ہو رہا ہے اور وہ اتنا ہر دلعزیز ہو رہا ہے کہ وہاں لوگوں کے تقاضے پورے کرنے مشکل ہو گئے ہیں ان کے مبلغ کثرت سے لٹریچر لینے آتے ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے بفضلِ یزدان ہمارے پروگرام میں خود ہی وسعت پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔

اپنے ایمان افروز خطاب کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختلف شعبوں میں جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا نہایت شان کے ساتھ ذکر فرمایا۔ دو گھنٹے سے زائد تک حضور کا یہ خطاب جاری رہا اور اس عرصہ میں پنڈال میں موجود اور دنیا کے کناروں پر بیٹھے ہوئے سامعین خوشی محسوس کرتے رہے گویا خدا کے فرشتے جوق در جوق نازل ہو رہے ہیں اور تائید و نصرت الٰہی کی ہواؤں کو چلا رہے ہیں۔

عالمی بیعت کی تقریب سعید

جلسہ سالانہ کے تیسرے اور آخری روز ہندوستانی وقت کے مطابق ساڑھے چار بجے شام گذشتہ سال کی طرح امسال بھی عالمی بیعت کی تقریب سعید منعقد ہوئی۔ پہلے مکرم ہادی علی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر نے تقریب کی غرض و غایت بیان کی پھر مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد نے شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں آخر پر حضرت امیر المومنین نے مختصراً خطاب فرمایا۔ حضور انور نے ہندوستان کی بیعتوں سے متعلق صحیح اعداد و شمار بیان فرمائے حضور نے فرمایا گزشتہ سال ہندوستان کی دو ہزار بیعتیں تھیں اور ان کا ٹارگٹ دگنا نہیں بلکہ پانچ گنا کیا گیا تھا چنانچہ ان پر بہت احتجاج ہوئے کہ آپ نے سب دنیا کے ٹارگٹ تو دگنا کئے ہیں اور ہمارا ٹارگٹ پانچ گنا کر دیا ہے۔ اور وہ ٹارگٹ پانچ گنا ہونے کے بعد تقریباً دس ہزار اور کچھ بنتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کو ٹارگٹ کو سات گنا اضافہ کے ساتھ پورا کرنے کی توفیق ملی ہے۔

بیعت کے تعلق سے حضور نے فرمایا کہ اس وقت میرے سامنے چھ نمائندے ہیں جن کا میرے ساتھ جسمانی رابطہ ہوگا اور پھر ان کا رابطہ سب حاضرین سے ہوگا ان میں سے دائیں طرف فلپائن کے نمائندہ ہیں جو کہ نارتھ PECEFIC کے نمائندہ ہیں۔ اور امیر صاحب انڈونیشیا ساؤتھ PECEFIC جس میں آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ شامل ہے کی نمائندگی کریں گے۔ امیر صاحب جرمنی مکرم عبداللہ واگسی صاحب یورپ کی نمائندگی کریں گے۔ مکرم خلیل احمد صاحب مبشر افریقہ کی مکرم نسیم مہدی صاحب امریکہ کی اور مکرم اللہ بخش صاحب ایشیا کی ان تمام علاقوں کی نمائندگی کریں گے جن میں پاکستان و ہندوستان شامل ہیں۔

حضور نے اس سال کی بیعت کے اعداد و شمار بتاتے ہوئے فرمایا اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس عالمی بیعت میں تمام دنیا میں بیک وقت چھ لاکھ اٹھارہ ہزار دو صد چھ آدمی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور ۹۳ ممالک میں ۱۵۵ قومیں ساٹھ زبانیں بولتی ہوئی بیک وقت اس عالمی بیعت میں شامل ہو رہی ہیں۔ الحمدللہ۔

اس کے بعد حضور انور نے بیعت کے الفاظ دہرائے اور موجود الوقت افراد کے علاوہ تمام دنیا میں موجود سعید روحوں نے جب الفاظ بیعت اپنے امام کے پیچھے دہرائے تو تمام دنیا کی فضا ایک عجیب روحانی لہروں سے فیضیاب ہو رہی تھی یہ وہ نظارہ تھا جس کو دیکھنے کے لئے چودہ سو سال سے نظریں ترستی تھیں آج اس نظارہ سے [illegible] سال کی وہ پیشگوئیاں پوری ہو گئیں کہ امام مہدی کے ماننے والے مشرق و مغرب میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور اس کی بیعت کی آواز آسمان سے آئے گی کہ یہ اللہ کا خلیفہ ہے اس کو قبول کرو۔

اختتامی خطاب

جلسہ سالانہ برطانیہ کے تیسرے روز مورخہ ۳۱/۷/۹۴ کو حضور انور نے اپنے اختتامی خطاب میں کسوف و خسوف کے حیرت انگیز اور عدیم النظیر نشان آسمانی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

اس مرتبہ جلسہ سالانہ کی خاص بات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس جلسہ میں پاکستان کی جیلوں میں دس سال سے قید ساہیوال کے اسیران راہ مولیٰ کو رہائی کے بعد شمولیت کی توفیق ملی۔ ان اسیران کے اعزاز میں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز محمود ہال لندن میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب یہ اسیران قید ہوئے تو اسی وقت اللہ نے مجھے بتا دیا تھا کہ کچھ بھی ہو خدا ان کو سزائے موت سے بچا کر رہائی بخشے گا۔ اسی ضمن میں حضور نے اپنی ایک رؤیا بھی بیان فرمائی حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں وہ خوشی کا دن دکھایا ہے جس کے لئے ہم کئی سال روتے۔ حضور نے پاکستان کی جیلوں میں قید پڑے اسیران راہ مولیٰ کی رہائی اور مظلوم افراد کے مقدمات میں بریت کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ اس موقع پر اسیران کی گل پوشی کی گئی اور سب احباب ان سے بغلگیر ہوئے۔

تقاریر جلسہ سالانہ

امسال جلسہ سالانہ میں جن احباب کو تقاریر کا موقعہ ملا ان میں مکرم امام بشیر صاحب رفیق۔ مکرم امام عطاء المجیب صاحب راشد۔ مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب امیر جماعت آندھرا پردیش شامل ہیں

جماعت احمدیہ برطانیہ کی جانب سے مہمانوں کے قیام و طعام کا نہایت عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔ احباب نے رضاکارانہ طور پر خدمت کا نہایت دلکش مظاہرہ کیا۔ جلسہ میں موجود سامعین میں بہت جوش و خروش دیکھا گیا۔ (باقی صفحہ ۳۱ پر)

حضرت مولوی محمد حسین رضی اللہ عنہ کے آخری لمحات

جیسا کہ احباب جماعت کو اطلاع دی جا چکی ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے صحابی اور جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم حضرت مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) مورخہ ۱۹ جون ۱۹۹۴ء کو رات ساڑھے دس بجے اسلام آباد میں انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر ایک سو ایک برس کے قریب تھی۔ آپ کی نماز جنازہ اسی رات سوا تین بجے بیت الذکر اسلام آباد میں ادا کی گئی جس کے بعد جسد خاکی ربوہ لایا گیا۔ جہاں پر آپ کے ایک صاحبزادے کی جرمنی سے آمد کے انتظار میں اگلے روز ۲۱ جون بعد از نماز عصر بیت المبارک میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اس میں اہل ربوہ کی بہت بڑی تعداد کے علاوہ دور و نزدیک سے آئے ہوئے احمدیوں کی کثیر تعداد نے بھی شرکت کی۔ جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں قطعہ خاص برائے رفقاء حضرت بانی سلسلہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے دعا کرائی۔

حضرت مولانا محمد حسین صاحب عرصہ قریباً دو سال سے بیمار تھے۔ ایک سال قبل آپ کے صاحبزادے مکرم رانا محمد اقبال صاحب بینک منیجر آپ کو اپنے ہاں اسلام آباد لے گئے۔ جہاں آپ محترم لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ محمود الحسن صاحب اور بریگیڈیئر ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کے زیر علاج رہے۔ عرصہ دس ماہ سے آپ کو پراسٹیٹ کی تکلیف تھی جس کے نتیجہ میں مثانہ میں انفیکشن ہو گئی ۱۵ دن قبل انفیکشن زیادہ ہو گئی تھی تاہم آخری روز تک آپ کی یادداشت اور ہوش و حواس پوری طرح بحال تھے۔ اس روز عصر کے وقت زیادہ تکلیف ہو گئی۔ آپ کو ملٹری ہسپتال منتقل کرنے کا خیال ہوا مگر حالت زیادہ بگڑ گئی اور رات ساڑھے دس بجے آپ اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحب ۱۹۹۳ء میں آسٹریلیا تشریف لے گئے ۱۹۸۹ء میں صد سالہ جشن تشکر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر برطانیہ گئے۔ اور ۱۹۹۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی قادیان آمد کے موقع پر قادیان تشریف لے گئے اور ان تمام مقامات پر آپ نے احباب جماعت کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واقعات سنائے۔

وفات کے بعد آپ کا جسد خاکی مسلسل ایئر کنڈیشنڈ میں رکھا گیا۔ آپ کا چہرہ اور جسم وفات کے ڈیڑھ دن بعد بھی تروتازہ تھا اس لئے ڈاکٹر صاحبان نے آپ کے صاحبزادے کے انتظار میں تاخیر کی اجازت دے دی۔

حالات زندگی: حضرت مولوی محمد حسین صاحب یکم جنوری ۱۸۹۳ء کو بلہیر وال تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم کا نام میاں محمد بخش صاحب تھا۔ حضرت مولوی صاحب نے ۱۹۰۲ء میں بیعت کی۔ آپ اپنے والد محترم کے ہمراہ ۱۹۰۲ء میں قادیان آ گئے۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بغرض تعلیم داخل ہوئے صرف تین جماعتیں پاس کیں کہ والد صاحب نے پڑھائی سے اٹھا کر آپ کو لوہے کا کام سیکھنے بٹھا دیا۔ ایک بار پھر آپ نے مدرسہ احمدیہ کی پہلی جماعت میں داخلہ لیا مگر چھ ماہ بعد چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اساتذہ کرام سے اپنے طور پر دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مختلف مواقع پر قریباً ۵۰ بار آپ کو دستی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کو قادیان میں قیام کے دوران حضرت بانی سلسلہ کی متعدد مجالس میں شامل ہونے کا موقعہ ملا بعد ازاں آپ نے قادیان میں لوہے کا کام سیکھا اور پہلی جنگ عظیم میں فوج میں شامل ہو گئے۔ اور بصرہ وغیرہ عرب ممالک میں تعینات رہے۔ ۱۹۲۳ء میں جب ملکانہ کے علاقے میں شدھی کی تحریک شروع ہوئی تو آپ نے بھی خود کو وقف کے لئے پیش کیا۔ اگرچہ یہ وقف ۳ ماہ کے لئے تھا مگر آپ کو خدمت دین کی ایسی لذت عطا ہوئی کہ اس کے بعد آپ نے مستقل طور پر جماعتی مربی کے طور پر خدمات انجام دیں۔ ملکانہ میں آپ شروع میں ضلع ایٹہ گئے۔ کچھ دیر بعد آپ کو پوری، فرخ آباد، ایٹہ کا امیر مقرر کر دیا گیا۔ اس جگہ ایک بار ایک شخص نے پستول اور پھر تلوار سے آپ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ یہاں آپ نے ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۸ء تک خدمات انجام دیں بعد ازاں آپ کو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں خدمات انجام دینے کا موقع ملا جن علاقوں میں آپ تعینات رہے ان میں ڈلہوزی، شکر گڑھ، لدھیانہ، جالندھر، پونچھ (کشمیر) انبالہ، کرنال کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور وغیرہ شامل ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد آپ جہلم گجرات وغیرہ میں تعینات رہے۔ ان سب علاقوں میں آپ نے متعدد مناظرے کئے اور مباحثوں میں حصہ لیا حضرت مولوی صاحب کو دو اور خاص اعزازات بھی عطا ہوئے ۱۹۸۵ء میں جب حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان فوت ہوئے تو آپ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع کے حکم سے ربوہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح مئی ۱۹۸۷ء میں جب حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بنت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی وفات ہوئی تب بھی حضرت سیدہ موصوفہ کی نماز جنازہ آپ نے پڑھائی۔

بوقت وفات بھی آپ جماعتی خدمت میں شامل تھے اس طرح سے آپ نے آخری دم تک جماعتی خدمت کا سلسلہ جاری رکھا۔

حضرت مولوی صاحب ایک اچھے مقرر تھے۔ آپ کا انداز بیان نہایت سادہ و دلنشیں اور پر اثر تھا۔ آپ غیر معمولی قوت حافظہ کے مالک تھے۔ وفات کے دن ۸۵ سال پرانے واقعات بعض دوستوں کو سناتے رہے۔ آپ کو متعدد بار حضرت بانی سلسلہؑ کے بابرکت دور کے واقعات سنانے کا موقع ملا۔ ربوہ میں آپ کی رہائش محلہ دار النصر میں تھی۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

(الفضل ۲۳ جون ۱۹۹۴ء)

تحریک جدید کے دفتر دوم کی ذمہ داری مجلس خدام الاحمدیہ پر ہے

اشاعت و غلبہ اسلام کی عظیم تحریک ہے اس تحریک جدید کے سال رواں کا نصف سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے تحریک جدید کے اعلان کے ساتھ فرمایا تھا کہ دفتر اول کو مضبوط بنانے کی ذمہ داری مجلس انصار اللہ کی ہے دفتر دوم کی مجلس خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری ہوگی اور دفتر سوم کی لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داری ہوگی اور دفتر چہارم انصار اللہ کے سپرد ہے اور چھوٹے بچے بھی انصار اللہ کے سپرد ہوں گے اور جو باقاعدہ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں شامل ہیں ان کو چندہ تحریک جدید میں شامل کرنے کی ذمہ داری مجلس خدام الاحمدیہ کی ہوگی اور تمام نومبائعین جو اللہ کے فضل کے ساتھ لاکھوں کی تعداد میں جماعت میں شامل ہو رہے ہیں وہ اپنی اپنی عمر کے لحاظ سے متعلقہ تنظیم کا حصہ ہوں گے۔

چونکہ تحریک جدید کا کام دن بدن وسیع تر ہوتا جا رہا ہے لہٰذا جملہ خدام سے گزارش کی جاتی ہے کہ بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیں۔

(مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

☆☆☆

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(فصاحت و بلاغت کے نمونے)

از قلم: مکرم محمد نجیب اصغر صاحب امینی ضلع مظفر گڑھ (پاکستان)

ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک موقع پر فرمایا اَنَا اَفصحُ العرب بُعثتُ بجوامع الکلم - میں فصیح ترین عرب ہوں - میں کلمات جامعہ لے کر مبعوث ہوا ہوں - (سیرت النبیؐ حصہ دوم علامہ شبلی نعمانی) -

عرب میں قریش اور بنو ہوازن کے قبائل فصاحت و بلاغت میں کمال رکھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قبیلہ میں پیدا ہوئے اور بنو سعد (ہوازن کی ایک شاخ) میں بچپن گزارا - اس کے علاوہ آپ کی فصاحت و بلاغت پر وحی الٰہی نے نورٌ علیٰ نور کا کام کیا -

لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بچپن کے دوست جو جھاڑ پھونک کا کام کرتا جانتے تھے یہ سن کر کہ نعوذ باللہ آپؐ کو جنون ہو گیا ہے مسلسلہ علاج کی غرض سے آئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعوت اِلَی اللہ دی اور اُن کے سامنے ایک مختصر خطاب فرمایا انہوں نے کہا کہ ذرا اس کو پھر تو دہرانا آپ کے ان کلمات کو دہرانے پر اس شخص نے کہا:

"میں نے شاعروں کے قصیدے اور کاہنوں کے کلام سنے ہیں لیکن یہ تو چیز ہی اور ہے" - (صحیح مسلم بحوالہ سیرت النبیؐ حصہ دوم از شبلی نعمانی)

آپ کے خطبات اور سارا کلام تو عربی میں ہے اور دوسری زبان میں اس فصاحت و بلاغت کو تبدیل کر کے دکھانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے تاہم اس کی ایک جھلک دکھائی جا سکتی ہے کہ کس طرح آپ کا ایک ایک فقرہ الگ، واضح اور صاف ہوتا تھا -

ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات و مکتوبات کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں -

★ مدینہ میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمام تعریفیں صرف خدا ہی کے لئے ہیں - میں اس کی تعریف بیان کرتا ہوں اسی سے مدد کا خواستگار ہوں اسی سے طلب مغفرت کرتا ہوں اسی سے ہدایت خواہ ہوں اسی پر ایمان لاتا ہوں اس کا انکار نہیں کرتا اور اس کے منکر کا مخالف ہوں - میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے صرف وہی ایک خدا ہے اس کا کوئی شریک نہیں محمد اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں خدا نے ہدایت، نور اور سراپا نصیحت بنا کر مبعوث فرمایا جبکہ پیغمبروں کو دنیا میں آئے ہوئے وقفہ ہو چکا تھا - علم کم ہو چکا تھا گمراہی تمام ہو چکی تھی جہل پر طویل زمانہ گذر چکا تھا قرب قیامت اور قرب آخرت کا زمانہ آگیا تھا پس جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے نافرمانی کی وہ راہ مستقیم سے بھٹک گیا اور شدید گمراہی میں مبتلا ہو گیا -

میں تمہیں زہد و تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو اس سے بہتر نصیحت نہیں کر سکتا اس کے بعد کا درجہ یہ ہے کہ بھائی ایک دوسرے کو آخرت کی ترغیب دیں اور اسے تقویٰ کی ہدایت کریں پس خدا نے جس امر سے تمہیں بچنے کا حکم دیا ہے (اس) سے بچو اس سے بہتر اور کوئی نصیحت نہیں ہے اور نہ اس سے افضل کوئی ذکر ہے حقیقی تقویٰ اس کا ہے جو دل میں اپنے رب کا خوف اور اُخروی اُمور کی صداقت کا جذبہ لئے ہوئے اس پر عمل کرے اور جو شخص اپنے اور اپنے خدا کے درمیان معاملہ ظاہر و باطن میں ٹھیک رکھے اور اس سے صرف اللہ کی نیت رکھے تو یہ عمل دنیا میں اس کے ذکر خیر کا باعث اور موت کے بعد ذخیرہ آخرت ہو گا جس روز انسان اپنے پچھلے اعمال کا محتاج ہو گا اور اس کے سوا جو کچھ ہو گا اس کے متعلق وہ خواہش کرے گا کہ کاش اس کے اور اس کے عمل کے درمیان طویل مدت فاصل ہو جاتی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے عذاب سے بھی ڈراتا ہے ساتھ ہی اپنے بندوں پر بہت مہربان بھی ہے حق تعالیٰ اپنے قول میں صادق اور اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے - مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝ (ق: ۳۰) یعنی میرے سامنے کسی قول میں تغیر و تبدل نہ ہو سکے گا اور میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں -

پس اے لوگو! اپنے دینوی و اُخروی سب اُمور میں ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرو کیونکہ جو خدا سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کا کفارہ کر دیتا ہے اور اس کے اجر میں اضافہ فرما دیتا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے وہ عظیم الشان کامیابی پر فائز ہو جاتا ہے - خدا کا تقویٰ انسان کو خدا کے غضب اور ناراضگی سے محفوظ رکھتا ہے خدا کا تقویٰ متقیوں کے چہروں کو سفید و منور رکھے گا اس کے رب کو راضی کرے گا اور اس کے مراتب بلند کر دے گا -

اے لوگو! اپنا اپنا حصہ حاصل کر لو اور اللہ کے معاملہ میں زیادتی سے کام نہ لو - حق تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب کی تعلیم دی اور تمہاری نجات کے لئے ایک طریقہ مقرر فرما دیا تاکہ وہ اس کی تصدیق کرنے والوں اور اس کے جھٹلانے والوں کو جان لے پس جس طرح خدا نے تم سے بھلائی کی ہے تم بھی بھلائی کرو خدا کے دشمنوں سے تم بھی عداوت رکھو اس کی راہ میں جہاد کا حق پوری طرح ادا کرو اس نے تمہیں اسلام کے لئے منتخب فرمایا ہے اور تمہارا نام مسلمان رکھا ہے تاکہ وہ جسے ہلاک کرے اسے حجت کے ساتھ ہلاک کرے اور جسے زندہ رکھے اُسے قطعی حجت کے ساتھ زندہ رکھے خدا کے سوا کائنات میں کوئی اور طاقت نہیں ہے پس تم اللہ کا ذکر بکثرت کیا کرو اور آخرت کے لئے نیک عمل کرتے رہو کیونکہ جس نے اپنے اور خدا کے درمیان کا معاملہ ٹھیک کر دیا تو خدا اس کے اور لوگوں کے درمیان ہونے والے معاملات کے لئے کافی ہو گا اس لئے کہ اللہ لوگوں پر حکم چلاتا ہے لوگ اس پر حکم نہیں چلاتے اور اللہ ہی لوگوں کے معاملات کا مالک و مختار ہے لوگ اس کے معاملات کے مختار نہیں اللہ بہت بڑا ہے اور کائنات میں کوئی طاقت سوائے خدائے عظیم کی طاقت کے نہیں ہے"

(محمد رسول اللہ از شیخ محمد رضا قاہرہ، اردو ترجمہ از عربی عبارت مولوی محمد عادل قدوسی - ناشران: تاج کمپنی لمیٹڈ قرآن منزل کراچی و لاہور)

★ - جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حُسن و احسان اور اخلاق فاضلہ اور عائلی میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اسی طرح آپ کا کلام بھی نہایت حسین اور تکلف سے پاک اور حکمت سے بھرا ہوا نظر آتا ہے - آپؐ دعویٰ نبوت سے قبل سارے عرب میں مسلّمہ طور پر صادق اور امین مشہور ہے -

اور آپؐ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ناممکن بات سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ خانہ کعبہ کی وجہ سے سارے عرب میں مکہ کا تقدس تھا اس کی وجہ سے اس پر حملے کرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ آپؐ کو جب کھلی تبلیغ کا حکم ملا تو آپؐ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور تمام قریش کے قبائل کو اس زمانے کے رواج کے مطابق نام لے لے کر اکٹھا کیا اور ان کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے قریش! اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات مانو گے؟"

بظاہر یہ ناممکن بات تھی مگر سب قبائل قریش نے کہا۔

"ہاں! ہم ضرور مانیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ صادق القول پایا ہے"

آپ نے انہیں اس ترکیب سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا یہ پیغام دیا:

"تو پھر سنو! میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے عذاب کا لشکر تمہارے قریب پہنچ چکا ہے۔ خدا پر ایمان لاؤ تا اس عذاب سے بچ جاؤ۔"

(بحوالہ سیرت خاتم النبیین جلد اوّل مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے)

اس کا نتیجہ تو وہی نکلا تھا جو انبیاء کے دعوت الی اللہ کے پیغام کے نتیجے میں نکلتا ہے، یعنی تکذیب اور استہزاء لیکن بہرحال پیغام حق پہنچانے کے لئے الفاظ کا اس سے بہتر انتخاب ممکن نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریش کے ساتھ ابتداء میں جو مذاکرات ہوئے ان میں بھی آپؐ کی طرف سے جو کلمات کہے گئے وہ بھی فصاحت و بلاغت اور پُرحکمت اور صدق قول کا بہترین نمونہ ہیں بطور مثال آپؐ نے الہام الٰہی کی روشنی میں قریش کے معبودان باطلہ کی قلعی کھولی تو آپ کے چچا ابو طالب سخت فکرمند ہوئے اور آپ کو بلا کر کہا.... میں تجھے خیرخواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آجا۔ ورنہ میں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا کہ اے چچا! یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہار واقعہ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے۔ اور یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو میں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے میں موت کے ڈر سے اظہار حق سے رک نہیں سکتا۔ اور اے چچا! اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کا خیال ہے تو تو مجھے پناہ میں رکھنے سے دست بردار ہو جا بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں میں احکام الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا۔ مجھے اپنے مولیٰ کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بخدا اگر میں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اسی راہ میں مرتا رہوں یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہاء لذت ہے کہ اس راہ میں دکھ اٹھاؤں۔"

(بحوالہ ازالہ اوہام)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر یہ الفاظ الہاماً کھلے آپ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں ہو رہی تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابو طالب کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ میں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا تو اور ہی رنگ میں اور اور ہی شان میں ہے جا اپنے کام میں لگا رہ جب تک میں زندہ ہوں جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا" (ازالہ اوہام)

سخت تکلیف کی گھڑیوں میں اپنے رب کے حضور جو انداز آپؐ نے اختیار فرمایا وہ بھی غیر معمولی ہے۔ طائف کے بازاروں میں پتھراؤ کے بعد جب آپ لہولہان تھے تو آپؐ نے اپنے رب سے ان الفاظ میں مناجات کی:

"اے میرے رب! میں اپنی کمزوری کی تیری جناب میں شکایت کرتا ہوں اور اپنی بے چارگی کا تیرے آستانہ پر گلہ گذار ہوں میری ذلت تیری نظر سے پوشیدہ نہیں جس قدر چاہے سختی کر کہ میں راضی ہوں جب تک تو راضی ہو جائے مجھ میں بجز تیرے کچھ قوت نہیں۔"

(بحوالہ حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر اوّل)

ایک اور موقع پر آپؐ نے اپنے رب کے حضور یوں التجاء کی:

"اے میرے مولیٰ! تو میری فریاد کو سنتا ہے تو جانتا ہے کہ میری حقیقت کیا ہے تو میرے ظاہر و باطن کو جانتا ہے میرے دل کی حالت اور میرے عمل کی حقیقت تجھ سے پوشیدہ نہیں میرا کوئی معاملہ تیری نظر سے چھپا ہوا نہیں۔

مولیٰ میرے مولیٰ! میں بدحال و خستہ جان فقیروں کی طرح تیرے حضور رحم کی بھیک مانگنے آیا ہوں اور فریادی ہو کر تیری پناہ کی تلاش میں نکلا ہوں ترساں و لرزاں آیا ہوں کسی انعام کی طلب میں نہیں آیا صرف اقرار جرم اور اعتراف گناہ کو حاضر ہوا ہوں۔ مسکینوں اور عاجزوں کی طرح تیرے حضور تیرے رحم اور تیری عنایت کا سوالی بن کر آیا ہوں۔

دیکھ ایک کمزور گناہ گار کی طرح تیرے حضور پڑا گڑگڑا رہا ہوں خوف زدہ ہوں اور انتہائی کرب میں تجھ سے تیرے رحم کی بھیک مانگتا ہوں اور میری گردن تیرے حضور عاجزی سے جھکی ہوئی ہے۔ میرے آنسو تیری جناب میں رواں ہیں میری روح کی طرح میرا جسم بھی تذلل سے تیرے حضور سجدہ ریز ہے۔ میرے مولیٰ! تیری خاطر میں نے کرم خاکی کی طرح اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا ہے اور تیرے آستانہ الوہیت پر انتہائی عاجزی اور تذلل سے جھکا ہوا ہوں۔

مولیٰ! تجھ سے بڑھ کر کون ہے کہ میں اس کے در پر جاؤں اور اس کا سوالی بنوں؟ تجھ سے بڑھ کر کون ہے جو مجھے دے گا؟ سو میرے پیارے مجھے اپنی جناب سے نہ دھتکارنا میری دعاؤں کو رد نہ کرنا مجھے میری بدبختیوں کے حوالے نہ کر دینا۔ مولیٰ! لطف و کرم کرنا میرے ساتھ نرمی کا سلوک کرنا۔ مولیٰ رحم! رحم! رحم!۔ آمین۔"

(بحوالہ جامع الصغیر ترجمہ دعا مرزا انس احمد صاحب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلاطین کے نام جو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے ان کے مضمون کی سادگی جامعیت اور شان و شوکت اور اختصار مسلم ہے۔ چنانچہ بطور نمونہ آپؐ نے اس وقت کی سب سے عظیم مملکتوں روم اور فارس کو جو خطوط ارسال فرمائے ان کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

ہرقل قیصر روم کے نام مکتوب

"اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (یہ خط) محمد رسول اللہ کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام (لکھا جاتا ہے) جس نے ہدایت کا اتباع کیا اس پر سلام ہو۔

اما بعد! اسلام قبول کر لو نجات پا جاؤ گے حق تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ اگر اسلام سے روگردانی کرو گے تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہاری گردن پر ہوگا۔"

کسریٰ شاہِ فارس کے نام مکتوب

"اللہ کے نام کے ساتھ جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (یہ خط) محمد رسول اللہ کی طرف سے کسریٰ شاہِ فارس کے نام (لکھا جاتا ہے) اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور گواہی دی کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہوا اللہ کا رسول ہوں تاکہ وہ ہر زندہ انسان کو اپنے عذاب سے ڈرائے۔ اسلام قبول کر لو امن میں رہو گے اگر انکار کرو گے تو تم پر تمہاری مجوسی رعایا کا گناہ ہوگا۔"

(بحوالہ محمد رسول اللہ از شیخ محمد رضا قاہرہ ترجمہ محمد عادل قدوسی)

★ — حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب میں عجیب بلیغ انداز کار فرما نظر آتا ہے۔

(باقی دیکھیں صد ۲۸ پر)

حضرت محمد صاحب کے اخلاق و عادات

پنڈت رگھوپت سہائے کی کتاب "پیغمبر اسلام" سے اقتباس

قدرت نے آپ کے اندر تمام خوبیاں کوٹ کوٹ کر بھر دی تھیں۔ اسی واسطے آپ کی شخصیت کا اثر اتنا تھا کہ دشمن بھی آپ کا لوہا مانتے تھے۔ ابوسفیان جیسے جانی دشمن نے قیصر روم کے سامنے آپؐ کی خوبیوں کا اعتراف کیا۔ اُن کی خوبیوں کا مفصل ذکر کرنا اس چھوٹی سی کتاب میں ناممکن ہے تاہم ہم کوشش کریں گے کہ مختصر طور پر اُن کا ذکر کریں۔

اُن کی طبیعت میں اس قسم کی سادگی تھی کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے تھے اگر وہ چاہتے تو بادشاہوں جیسی زندگی بسر کر سکتے تھے مگر انہوں نے شروع ہی سے غریبوں کی سی سادگی اختیار کر لی تھی۔ اُنکی پوشاک بہت سادہ تھی۔ ہمیشہ موٹا کپڑا استعمال کرتے تھے۔ کُرتہ۔ چادر اور تہ بند کے سوا اور کپڑا استعمال نہ کرتے تھے۔ خوراک کی سادگی کا تو یہ حال تھا کہ شاید غریب مزدور بھی آج کل ایسی سادہ خوراک نہ کھاتا ہو۔ جو کا آٹا پیس کر ہانڈی میں چڑھا دیا اور اس میں اوپر سے زیتون کا تیل۔ زیرہ اور کالی مرچ ڈال دی۔ بس اُن کا کھانا تیار ہو گیا۔ سرکہ۔ شہد۔ حلوا اور زیتون کا تیل آپ کو مرغوب تھا۔ لہسن۔ پیاز اور مولی سے بہت پرہیز کرتے تھے۔ اور حکم تھا کہ یہ چیزیں کھا کر کوئی مسجد میں نہ آئے۔ اکثر کھجوریں کھا کر گزارہ کر لیتے تھے۔ کیسا ہی نامرغوب کھانا سامنے آجاتا کبھی ناپسندیدگی کا اظہار نہ کرتے تھے۔ اور خدا کا شکر کر کے کھا جاتے تھے۔

سبزیوں میں اُنہیں کدو بہت پسند تھا۔ خاص کر آپ کو صفائی کا خیال بہت زیادہ تھا۔ میلے برتن میں کھانا پسند نہ کرتے تھے۔ کپڑے اور سامان بہت صاف رکھتے تھے۔ لوگوں کو جب کبھی میلے کپڑے پہنے دیکھتے تو کہتے کبھی خود ہی کپڑے دھو لیا کرو۔ آپ کا مکان اگرچہ کچی اینٹوں اور گارے کا بنا ہوا تھا مگر اس میں بہت صفائی رہتی تھی۔ خود اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیکر مکان کو صاف کر لیا کرتے تھے۔ مکان میں صرف ایک چارپائی اور پانی کی ٹھلیا، اور ایک بوریا رہتا تھا مگر یہ چیزیں بہت قرینے سے رکھی رہتی تھیں۔ کیا مجال کہ گھر میں کہیں کوڑا کرکٹ پڑا نظر آجائے۔ آپ کھانے سے پہلے اور پیچھے ہاتھ دھوتے اور منہ کو خوب صاف کر لیا کرتے تھے۔ مسواک کا استعمال اکثر کیا کرتے تھے۔

اپنے جسم کو آپ ہمیشہ پاک اور صاف رکھتے تھے۔ ڈاڑھی اور بالوں میں کنگھی کرتے۔ کبھی کبھی تیل بھی لگا لیا کرتے تھے۔ وہ ہر ایک قسم کا کام خود اپنے ہاتھ سے کر لیتے تھے شروع عمر میں بکریاں چرانے لے جایا کرتے تھے۔ گھر بار کے کام میں اپنی بیویوں کی ہمیشہ امداد کرتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دے لیتے۔ بکریوں کا دودھ دوہ لیتے۔ پھٹے پرانے کپڑوں کی مرمت کر لیتے۔ اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے تھے۔ اونٹوں کو باندھ لیتے اور اُن کے آگے چارہ ڈال دیتے تھے۔ جب مسجد بنائی خود مزدوروں کے ساتھ ٹوکریاں اٹھاتے تھے۔ خندق کی لڑائی میں جب کھائی کھودنے کی ضرورت پڑی تو خود پھاوڑا لے کر مٹی کھودی اور مزدوروں کے ساتھ ساتھ کام کرتے رہے۔ آپ بازار سے نہ صرف اپنا سودا خود خرید کر لاتے بلکہ دوسروں کا بھی خرید کر لا دیتے تھے۔ اس طرح انہوں نے اپنی مثال سے ثابت کر دیا کہ کسی قسم کے کام کو ذلیل نہ سمجھنا چاہیئے۔ اُن کی نگاہ میں شرافت کی کسوٹی راستبازی اور دیانتداری تھی نہ کہ کوئی خاص پیشہ یا کام۔

آپ کے مزاج میں اعلیٰ درجہ کی انکساری تھی۔ جب وہ کسی جانور پر سوار ہوتے۔ کسی کو ضرور پیچھے بٹھا لیتے۔ ایک دفعہ سعد نامی ایک امیر سے ملاقات کے لئے گئے۔ اُنہوں نے سواری کے لئے اپنا خچر پیش کیا اور اپنے بیٹے قیس کو ان کے ساتھ جانے کو کہا۔ انہوں نے کہا اگر قیس میرے ساتھ چلے گا تو اسے میرے ساتھ خچر پر سوار ہونا ہوگا۔ اور میرے آگے بیٹھنا ہوگا۔ کیونکہ خچر اس کا ہے اور مالک کا حق ہے کہ وہ آگے بیٹھے۔ اس لئے قیس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ اُن کے برابر بیٹھنا ادب کے خلاف سمجھتا تھا۔ تکبر و غرور آپ میں ذرا نہ تھا۔ کسی مجلس میں ایک شخص آپ کا ہاتھ چومنے کو آگے بڑھا۔ آپ نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور کہا کہ ایسا عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

خواہ کوئی غلام بھی کھانے کو بلاتا تو اُس کے ہاں بے تکلف چلے جاتے اور سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔ خواہ امیر ہو یا غریب غلام ہو یا آزاد جب کسی مجمع میں بیٹھتے تو عوام میں مل جل کر بیٹھتے۔ کوئی اجنبی نہ جان سکتا کہ حضرت صاحب کہاں بیٹھے ہیں۔ مجلسوں اور سوشل جلسوں میں اکثر بڑے آدمیوں کے لئے الگ نشستیں بنائی جاتی ہیں تاکہ وہ دور سے صاف پہچانے جا سکیں۔ نیز بڑے آدمی چھوٹوں کے ساتھ معمولی جگہ پر بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے مگر رسول کریمؐ جنہیں عرب کا روحانی بادشاہ کہنا چاہیئے مجلسوں میں جا کر عوام کے ساتھ بیٹھتے اور بات چیت کرتے تھے۔

جب کوئی دوسرا بات کرتا ہو تو اس میں ہرگز دخل نہ دیتے تھے۔ اور کچھ بات کہنی ضروری ہوتی تھی تو بہت حلیمی اور عاجزی سے کہہ دیتے تھے۔ نیز آپ میں بڑائی کا خیال مطلق نہ تھا بلکہ دوسروں کے ساتھ لین دین میں وہ اپنے آپ کو ایک معمولی انسان کا ہی درجہ دیتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نے ایک یہودی کو کچھ روپیہ دینا تھا۔ اُس نے آکر ذرا بد اخلاقی سے تقاضا کیا۔ اُس وقت وہ مدینہ میں بادشاہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ کو اس یہودی کی گستاخی پر بہت غصہ آیا مگر آپ نے فرمایا۔ اے عمر! تمہیں تو یہ چاہیئے تھا کہ ہم دونوں کو نصیحت کرتے کہ قرض خواہ کو نرمی سے تقاضا کرنا چاہیئے اور مجھ کو نیکی کے ساتھ روپیہ واپس کر دینا چاہیئے۔ یہ بات سن کر حضرت عمر بالکل خاموش ہو گئے۔

آپ نے یہودی کو بہت محبت سے اپنے پاس بٹھایا اور اُس کے روپیہ سے کچھ زیادہ دے کر اسے رخصت کیا۔ ان کے نیک سلوک کا اُس یہودی پر ایسا اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

ایک دفعہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ جنگل میں گئے۔ جب کھانا بنانے کی ضرورت پیش آئی اور سب کے سپرد کچھ نہ کچھ کام ہوا تو آپ نے جنگل میں سے لکڑیاں چن کر لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ آپ اپنے نوکروں کے ساتھ بہت نرمی سے سلوک کیا کرتے تھے۔ کسی کو جھڑکتے بھی نہ تھے۔ آپ نے عمر بھر کسی نوکر یا عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ جو غلام اُن کے حصہ میں آتے تھے اُن کو آزاد کر دیتے تھے اور پھر ان کو اُن کی مرضی پاکر اپنے پاس رکھ لیتے تھے۔

اپنے دوستوں سے بہت پیار اور محبت بھرے تعلقات رکھتے تھے جب کوئی کسی کی بُرائی کرتا تو آپ منع کر دیتے تھے کہ میرے سامنے میرے دوست کی بُرائی نہ کرو۔ کیونکہ میں ہر ایک کی طرف سے اپنا دل صاف رکھنا چاہتا ہوں۔ ویسے تو ہر ایک بچے کو وہ پیار و محبت سے دیکھتے تھے خاص کر اپنے رفیقوں کے بچوں کو گود میں لے کر کھلایا کرتے تھے۔ اکثر دفعہ یہ بچے اُن کے کپڑوں کو پلید کر دیتے تھے مگر کیا مجال کہ ان کی پیشانی پر بل پڑ جائے۔

آپ کا دل دشمنی۔ عداوت انتقام سخت گیری اور درشتی جیسے ناپاک جذبات سے بالکل پاک تھا۔ وہ ہمیشہ معافی اور درگزر سے

کے اعلیٰ اصول پر عمل کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اگر کسی سے کچھ قصور ہو جاتا تو ہمیشہ اُس کی چشم پوشی کرتے اور اشارتاً بھی اُس قصور کو نہ جتلاتے تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو۔ ہاں باتوں باتوں میں اُس کو اس طرح سمجھا دیتے کہ اُس کو ناگوار نہ گزرے۔

وحشی۔ ابوسفیان۔ ہندہ۔ ہبار اور زینب یہودن وغیرہ کو جنہوں نے اُن پر اور مسلمانوں پر کس قدر ظلم کیا تھا۔ انہیں جس فیاضی اور دریا دلی سے معاف کر دیا اس کی مثال دنیا میں شاید ہی کہیں ملتی ہو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے اپنے ذاتی نقصان پر کسی سے بدلہ لینے کا خیال نہیں کیا۔ جب عفو اور درگزر سے کام چلنا دشوار ہو جاتا تب آپ سزا دینے کا خیال کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ وہ صرف مسلمان ہونے پر لوگوں کو معافی بخشتے تھے بلکہ معافی اور درگزر کے معاملہ میں عیسائیوں یہودیوں اور مشرکوں سب سے یکساں برتاؤ کرتے تھے۔

سچائی اور انصاف اُن کی زندگی اور فطرت کے جُز بن گئے تھے۔ ہر وقت نہ صرف اپنے پیروؤں کو بلکہ ہر ایک سے سچائی اور انصاف سے برتاؤ کرنے پر زور دیتے تھے بلکہ خود بھی ہمیشہ ہر کام میں سچائی اور انصاف سے کام لیتے تھے۔

زمانہ پیغمبری سے پہلے بھی لوگ اُن کو نہایت سچا اور ایماندار خیال کرتے تھے اور بہت سے لوگ اپنے ذاتی جھگڑوں میں اُن کو منصف مقرر کر دیتے تھے اور اُن کے فیصلہ کو بسر و چشم منظور کر لیتے تھے۔ لوگ ہزاروں روپیہ بطور امانت اُن کے پاس رکھ جاتے تھے۔ جب ایک یہودی کا کسی مسلمان سے جھگڑا ہو گیا اور معاملہ آپ کے پاس گیا تو آپ نے مسلمانوں کی ناراضگی کی کچھ پروا نہ کر کے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اسی طرح جب ایک چور کو چوری کی سزا دی تو سفارش کرنے والوں سے کہا کہ میں انصاف کے بارے میں کسی کی رعایت نہیں کر سکتا۔ اور فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کو بھی حکم دوں گا کہ اس کے ہاتھ کاٹے جائیں۔ اپنی وفات سے پہلے اعلان کیا کہ اگر کسی کا مجھ پر قرض ہو تو وہ وصول کر لے۔ اور جس کسی کو مجھ سے تکلیف پہنچی ہو وہ مجھ سے بدلہ لے لے۔

آپ بے مثل فیاض تھے۔ جہاں تک ہو سکتا۔ وہ کبھی کسی کے سوال کو رد نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اگر اپنے پاس کچھ نہ ہوتا تو اس انتظار میں رہتے کہ کہیں سے کچھ مل جائے اور اس کی مدد کروں۔ خود تکلیف اُٹھا کر اور بھوکے رہ کر دوسرے کے سوال کو پورا کر دیتے تھے۔ وہ مال و دولت کو اپنے پاس رکھنے کی بجائے دوسروں میں تقسیم کر دینا بہتر سمجھتے تھے۔ چنانچہ وفات سے پہلے حکم دیا کہ جو کچھ گھر میں ہے نکال لاؤ۔ اور فوراً سب کچھ خدا کی راہ میں دے دیا۔ بچپن سے ہی غریبوں یتیموں اور محتاجوں سے ہمدردی کرنے کی عادت تھی۔ چنانچہ کہا کرتے تھے کہ جو یتیموں کی خبرگیری کرتا ہے وہ مجھ سے اس طرح ملا ہوا ہے جیسا کہ اُنگلی سے اُنگلی۔ خود کتنا ہی ظلم برداشت کر لیتے مگر دوسروں پر مصیبت ٹوٹتے یا ظلم ہوتے دیکھ کر اُن کا دل بھر آتا۔ فوراً اُن کی مدد کو تیار ہو جاتے۔ انہوں نے بچوں اور عورتوں کے حقوق مردوں پر قائم کئے۔ غلاموں کے حقوق آقاؤں پر قائم کئے۔ رعایا کے حقوق حاکموں پر قائم کئے۔

جب کسی کی بیماری کی خبر سنتے تو عیادت کو جاتے۔ جب کوئی فوت ہو جاتا تو اُس کے جنازے کے ساتھ جاتے۔ اُن کی ہمدردی صرف انسانوں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ بے زبان جانوروں پر بھی بہت ترس کھاتے تھے۔ اور جب کبھی اُن پر ظلم ہوتا دیکھتے فوراً اُسے دور کرنے کا حکم دے دیتے تھے۔ چنانچہ عرب میں جانوروں کو لڑانے کی رسم کو بالکل موقوف کر دیا۔ ایک صحابی نے کسی جانور کا انڈا اُٹھا لیا۔ اُسے واپس رکھوا دیا۔ کسی نے چھوٹے چھوٹے پرندے جھاڑی سے نکال لئے تھے۔ آپ نے فوراً وہیں رکھوا دئے۔ لاغر جانوروں کو دیکھتے تو فرماتے کہ بے زبانوں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔

مہمان نواز اول درجہ کے تھے۔ اپنے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کرتے تھے۔ اگر کھانا کم ہوتا تو آپ بھوکے رہ کر مہمانوں کو کھانا کھلا دیتے تھے اور جب آپ کے مکان میں مہمانوں کی گنجائش نہ ہوتی تو اپنے صحابہ کے پاس بھیج دیتے تھے۔

آپ زبان سے کسی کے متعلق سخت کلمہ ہرگز نہ نکالتے تھے بلکہ اوروں کو بھی سخت کلامی سے روکتے تھے۔ یہودی لوگ آپ کو بجائے السلام علیکم کے السام علیکم کہا کرتے تھے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ تم پر موت آئے۔ حضرت عائشہ نے جب سنا تو انہیں بہت غصہ آیا اور کہا کہ خدا تمہیں ہلاک کرے۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہ! خدا سخت کلامی کو پسند نہیں کرتا۔

آپ ہرگز کسی کو بددعا نہ دیتے تھے بلکہ اپنے مخالفوں کے لئے بھی ہمیشہ نیک دعا کرتے کہ اے خدا! انہیں معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے ہیں کہ کیا کر رہے ہیں۔

آپ کا ایمان ایسا زبردست تھا کہ اُس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ کئی دفعہ مایوس کُن حالات پیدا ہو گئے۔ دشمنوں نے آپ کو گھیر لیا۔ موت سامنے کھڑی نظر آئی لیکن آپ کے اعتقاد میں بال برابر بھی فرق نہ آیا۔ ہر وقت اُن کا دل اس یقین سے بھرا رہا کہ خداوند تعالیٰ ضرور میری مدد کرے گا۔ اس زبردست ایمان کی بدولت خدا نے انہیں اس قدر حوصلہ و استقلال بخشا کہ دشمنوں کے ٹڈی دَل کے مقابلہ میں انہوں نے مٹھی بھر آدمیوں سے فتح حاصل کی۔ جب آپ اور ابوبکر دشمنوں سے بچ کر غارِ ثور میں جا چھپے تھے اور ابوبکر دشمنوں کی آواز سُن کر ذرا گھبرا گئے تھے اور کہنے لگے تھے یا رسول اللہ! ہم دو ہی ہیں تو انہوں نے اُن سے کہا تھا کہ اے ابوبکر! ہم دو نہیں ہیں۔ بلکہ ہم تین ہیں یعنی خدا بھی ہمارے ساتھ ہے۔

دُنیا پہ ہے احسان گرانبار محمدؐ

جناب مولانا صفی لکھنوی

اس دفترِ حکمت کو پڑھ کر تو ذرا دیکھو ★ اسلام کی گردن میں قرآن حمائل ہے
مذہب وہی برحق ہے۔ جو تابع فطرت ہو ★ فطرت کے مخالف ہے جو چیز وہ باطل ہے
اخلاق کے سانچے میں ڈھالا ہے اُسے جس نے ★ وہ فلسفیٔ اُمّی۔ کیا راہبر کامل ہے
جکڑا ہے قبائل کو زنجیرِ اخوت میں ★ دیکھا کہ تمدن خود۔ محتاج وسائل ہے
اعجاز کی قوت سے تسخیر یہ بھی کیا ثابت
عرفان کا سرچشمہ مافوق دلائل ہے
اعجاز ہی اعجاز تھے۔ اطوار محمدؐ ★ رفتار محمدؐ ہو۔ کہ گفتار محمدؐ
وہ سادگیٔ وضع۔ وہ انداز مساوات ★ سرمایۂ آرائش دربار محمدؐ
سلمانؓ و سلیمانؑ میں نہ تھا فرق وہاں کچھ ★ تھا ظلِ ہما سایۂ دیوار محمدؐ
اقوام کو کس قعرِ مذلت سے نکالا ★ دُنیا پہ ہے۔ احسان گرانبار محمدؐ
اللہ غنی! بذل کہ رہتے تھے ہمیشہ ★ وقفِ فقرا درہم و دینار محمدؐ
اسلام جو ہے آشتی و امن کا پیغام ★ ہے اصل میں وہ مسلک ہموار محمدؐ
فطرت کے قوانین کا مجموعہ ہے اسلام ★ ہر قلبِ حق آگاہ طرفدار محمدؐ
مقصود نہ تھی جنگ سے تسخیر ممالک ★ پیکار حکیمانہ تھی۔ پیکار محمدؐ
اس وقت دیا اذن پئے جنگ دفاعی ★ ہونے لگے مقتول جب انصار محمدؐ
آقائے دو عالم کے غلاموں سے تو پوچھو ★ آزادوں سے بہتر تھے گرفتار محمدؐ
ہم جنبوں کی اصلاح میں کل عمر بسر کی
اللہ رے صفی جذبۂ ایثار محمدؐ

(الفضل ۳۱ مئی ۱۹۲۹ء)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ★ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر ★ لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے ★ اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

(کلام امام الزمان)

کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن

(نصیر احمد قمر)

ہمارے آقا و مولا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اخلاق حسنہ سے متصف تھے۔ آپ کا ہر عمل قرآن کریم کا پرتو تھا۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ چند لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تو قرآن تھے۔

اخلاق نبوی سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب نہایت مختصر مگر بہت جامع ہے۔ اس ایک جملے میں جہاں آپ نے خلق نبوی کو سمیٹ کر گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ وہاں آپ کا یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے اخلاق عالیہ کے وسیع و عریض اور سدا بہار چمنستان کے لئے ایک عظیم الشان باب کی حیثیت رکھتا ہے اور آپ کا یہ جملہ خلق نبوی کا تذکرہ کرنے والے اور آپ کی سیرت طیبہ پر لکھنے والے کے لئے روشنی کا ایک مینار ہے۔ یہ وہ میزان ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو پرکھا جا سکتا ہے۔

آپ کا یہ فرمانا کہ حضور کے اخلاق عین قرآن تھے۔ دراصل اس قرآنی آیت کی تفسیر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ اعلان کروایا ہے کہ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ کہ میں تو اس کلام کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا گیا ہے۔ آپ کا اٹھنا آپ کا بیٹھنا، آپ کا سونا، آپ کا جاگنا، آپ کا بولنا اور آپ کا خاموش رہنا۔ آپ کی ہر حرکت و سکون وحی الٰہی کے تابع قرآن کے مطابق اور شریعت کے ماتحت تھی۔ آپ اپنی تعلیم کا خود نمونہ تھے۔ قرآن عظیم کی صورت میں آپ نے دنیا کو خدا تعالیٰ کے جو احکامات پہنچائے۔ آپ نے ان پر خود عمل کر کے دکھایا۔ اخلاق حسنہ کی جو تفصیلات قرآن مجید میں بیان ہوئیں خود انہیں عملی جامہ پہنایا اور یوں دنیا کو بتا دیا کہ قرآن عمل کی کتاب ہے

سنتے سے جو حکم آئے اسے زندہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم المطاع ہی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوال کرنے والوں کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کی تفصیلات بیان نہیں فرماتیں بلکہ آپ کے اخلاق کو مجسم قرآن قرار دے کر گویا یہ فرماتی ہیں کہ میں کس کس خلق کا ذکر کروں۔ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ آپ کے اخلاق قرآن تھے۔ کیا قرآن کے معارف اور حقائق اور اس کے عجائبات کا کوئی احاطہ کر سکتا ہے۔ جو حضور کے اخلاق کو بیان کیا جا سکے۔ آپ کے اخلاق تو قرآن تھے ہاں قرآن کی طرح مقدس اور پاکیزہ، قرآن کی مانند کامل اور مکمل بے عیب اور لاریب۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے متعلق فرمایا: لَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ وَلَا یَخْلَقُ عَنْ کَثْرَۃِ الرَّدِّ ۔ کہ قرآن کے عجائبات اس کے معارف ختم ہونے والے نہیں اور نہ یہ بار بار کے تکرار سے پرانا ہونے والا ہے۔ بلاشبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم بھی ایک نہ ختم ہونے والے خزانے کی مانند ہیں۔ اور ان کی کثرت تکرار نہ صرف یہ کہ انہیں پرانا اور بوسیدہ نہیں کرتی بلکہ اس سے ان کے حسن کے نئے زاویے نمایاں ہوتے ہیں۔ اور وہ روشن سے روشن تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی خوبی و دلکشی میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور محاسن نبوی کا محبت بھرا ذکر ہر مرتبہ انسان کو ایک نئی لذت اور معرفت بخشتا ہے۔

پھر قرآن کیا ہے۔ یہ خاتم الکتب ہے۔ تمام تعلیمات وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین قرار دئے گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دئے گئے تھے۔ کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی۔ وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دئے گئے۔ آپ کے اخلاق سے متعلق قرآن مجید نے خود گواہی دی۔ فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ ۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو کہ کتاب مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے جیسے فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ایسا ہی قرآن مجید کی غرض بتائی کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ جیسے تمام کمالات متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ کے وجود میں جمع کر دیئے اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دیئے۔"

(الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۲ء)

بلاشبہ سے

تَمَّتْ عَلَیْہِ صِفَاتُ کُلِّ مَزِیَّۃٍ
خُتِمَتْ بِہٖ نَعْمَاءُ کُلِّ زَمَانٖ

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن کا مطلب ہے کہ قرآن مجید اخلاق محمدی کا آئینہ ہے۔ حضور کی سیرت سے قرآن کی عملی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں اور قرآن سے سیرت کی عملی شکل نمایاں ہوتی ہے۔ کتاب الٰہی اور صاحب کتاب ایک دوسرے سے اس طرح پیوستہ ہیں کہ انہیں الگ نہیں کیا جا سکتا۔

ایں دو شمع اند کہ از یک دگر افروختہ اند

قرآن خدا کا کلام ہے تو قول و فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کلام الٰہی کی تفسیر اور اس کی عملی تصویر۔

"کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن" کے الفاظ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم ہر قسم کے تضادات سے پاک ہے۔ اسی طرح خلق محمدی میں بھی کوئی تضاد کوئی اختلاف نظر نہیں آئے گا اور ان الفاظ میں یہ حقیقت بھی موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور آپ کی سیرت سے متعلق کوئی ایسی بات پیش نہیں کی جا سکتی جو قرآن سے ٹکراتی ہو۔ کیونکہ آپ کے اخلاق عین قرآن تھے۔ اس لئے اگر کوئی شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے اقوال یا افعال منسوب کرتا ہے جو قرآنی تعلیمات و تصریحات کے منافی ہیں تو وہ غلطی خوردہ ہے کیونکہ آپ کی تو ساری زندگی اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ کی مصداق تھی۔ اور آپ کے تمام اخلاق قرآن کے عین مطابق تھے۔

"کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآن" کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ سارا کا سارا قرآن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل حسنہ اور آپ کے اخلاق عالیہ کے ذکر سے معمور ہے۔ قرآن کریم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کے خلق عظیم کو جا بجا بیان فرمایا ہے۔ آپ کی سیرت و سوانح پر مختلف پیرایوں اور مختلف سیاق و سباق کے ساتھ بار بار توجہ دلائی ہے۔ اور بعض مقامات میں ایسا بھی ہے کہ "گفتہ آید در حدیث دیگراں" کا معاملہ ایک خاص قسم کا کیف و سرور پیدا کرنے کا موجب ہے۔ اگر احکام ہیں تو ایسی شریعت کے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ حکمت اور نصیحت کی باتیں ہیں تو وہی جن کی عملی تصویر اسوۂ محمدی میں موجود ہے۔ قصص ہیں تو ایسے خصائل و درجات کے جو سب کے سب مرتبہ جامعیت محمدی میں بوجود اتم و اکمل جمع ہو گئے۔ خصائل انبیاء کا جو کچھ تذکرہ ہے وہ گو بظاہر دوسروں کی حکایت ہو مگر بالواسطہ مقصود اسی وجود اکمل و ارفع سے ہے۔ جس کا نام نامی محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ گویا قرآن میں اول سے آخر تک اسی کے حسن و جمال کے تذکرے ہیں۔ وَکُلٌّ اِلٰی ذَاکَ الْجَمَالِ یُشِیْرُ

"جس وقت تمام یورپ پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اس وقت ایک روشن و چمکدار تارہ مشرق کے آسمان پر چمکا اس نے نہ صرف ساری دنیا کو روشن کر دیا بلکہ تمام مصیبت زدہ مخلوق کو آرام و راحت پہنچائی۔ اسلام ان مذاہب میں نہیں جو جبر سے پھیلے جا سکتے ہیں اگر ہندو احترام کے ساتھ اسلام کا مطالعہ کریں تو یقیناً وہ بھی میری طرح اس کا احترام کرنے لگیں گے۔" (گاندھی جی)

روانڈا RWANDA

افریقہ کا ایک ملک جہاں زندگی آج کل ارزاں ہے

بیس ہزار افراد ہیضے سے لقمہ اجل

ان دنوں ٹیلی ویژن پر روانڈا میں قتل و غارت کے دردناک مناظر دیکھنے میں آرہے ہیں۔ جھیل میں تیرتی ہوئی انسانی لاشوں اور متعفن لاشوں کے انبار ملک میں گمبھیر سیاسی حالات کی غمازی کرتے ہیں۔ روانڈا ایک مدت سے قبائلی خانہ جنگی کی زد میں ہے۔ حکومت بھی اپنی ہی رعایا پر باغی ہونے کا الزام لگا کر ملک میں قتل عام کر رہی ہے۔ آناً فاناً بستیوں کی بستیاں تباہ ہو رہی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق گزشتہ دو ماہ کے دوران پانچ لاکھ سے زیادہ انسان موت کے گھاٹ اتارے جا چکے ہیں۔ اور لاکھوں لوگ اپنے گھر بار چھوڑ کر ہمسایہ ملکوں میں پناہ لے رہے ہیں۔ روانڈا افریقہ کا غریب ترین ملک ہے اگرچہ زمین زرخیز ہے۔ ستم یہ ہے کہ یہ ملک بھی خود غرضی کی بھینٹ چڑھ کر تباہ ہو رہا ہے۔

حدود اربعہ

روانڈا کے جنوب میں برونڈی، مغرب میں زائیر، شمال میں یوگنڈا اور مشرق میں تنزانیہ واقعہ ہیں۔ روانڈا سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس کا حدود اربعہ ۱۰۱۷۳ مربع میل ہے۔ آبادی ۱۹۹۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۷.۴۳ ملین ہے۔ آبادی کی اکثریت یعنی ۹۰ فیصد ہوتو (HUTU) قبیلہ سے تعلق رکھتی ہے جبکہ TUTSI قبیلہ ۹ فیصد اور TWA قبیلہ کے لوگ کل آبادی کا ایک فیصد ہیں۔ ان قبائل کی مدتوں سے آپس میں دشمنی چلی آرہی ہے۔

کیگالی روانڈا کا دارالخلافہ ہے۔ ملک سے برآمد ہونے والی اشیاء میں کافی، چائے اور شکر شامل ہیں۔ ملک میں کیلے کی کاشت کثرت سے کی جاتی ہے۔ روانڈا کی زیادہ تر تجارت کینیا، بلجیم اور جاپان سے ہوتی ہے۔ سرکاری زبانیں فرنچ اور کنیار وانڈا (KINYARWANDA) ہیں۔ مذہب کے اعتبار سے روانڈا کو مندرجہ ذیل طور پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

رومن کیتھولک - ۵۴ فیصد
پروٹسٹنٹ - ۱۲ فیصد
مسلمان - ۹ فیصد
روایتی مذہب کے پابند ۲۳ فیصد

تاریخ

یہ علاقہ ایک وقت میں HUTU کسانوں اور TWA قبیلہ کے خانہ بدوش شکاریوں کا مسکن تھا۔ آج سے تقریباً ۶۰۰ سال قبل TUTSI قبیلہ کے جنگجو لوگ جن کے پاس لمبے سینگوں والے مویشیوں کے ریوڑ ہوتے تھے اس علاقہ میں آئے اور تمام علاقہ پر قبضہ کر کے ہوتو قبیلہ کے لوگوں کو اپنا غلام بنا لیا۔

۱۸۹۷ء میں جرمنی نے اس علاقہ پر قبضہ کر لیا اور ۱۹۱۶ء میں جنگ عظیم اول کے دوران بلجیم کی فوج اس علاقہ پر قابض ہو گئی۔ اس وقت اس علاقہ کا نام "روانڈا ارونڈی" تھا۔ ۱۹۱۸ء میں جنگ عظیم کے بعد جرمنی نے اپنی تمام افریقن نوآبادیات کھو دیں اس طرح روانڈا کا انتظام بلجیم کے سپرد رہا۔

۱۹۴۶ء میں یہ علاقہ اقوام متحدہ کے زیر نگرانی آ گیا مگر انتظامی طور پر بلجیم کے ماتحت رہا۔ ۱۹۵۹ء میں بادشاہ کی وفات پر ملک میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ لوگ بادشاہت سے نالاں تھے HUTU قبیلہ نے حکمران TUTSI قبیلہ کے خلاف بغاوت کر دی جس کی وجہ سے توسی قبیلہ کو بہت جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ پچاس ہزار توسی لوگوں نے ملک سے بھاگ کر ہمسایہ ملکوں میں پناہ لی اور اس طرح اپنی جان بچائی۔ ستمبر ۱۹۶۱ء میں ریفرنڈم کے مطابق ملک کے باشندوں کی اکثریت بادشاہت کے خاتمہ کے حق میں تھی چنانچہ ۲ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو بادشاہت کے خاتمے کا اعلان کر دیا گیا۔ اور یکم جولائی ۱۹۶۲ء سے روانڈا ایک خود مختار ریپبلک کے طور پر دنیا کے نقشے پر ابھرا۔ GREGOIRE KAYIBANDA اس کا پہلا صدر مقرر ہوا مگر ۱۹۷۳ء میں فوجی میجر جنرل HABYARIMANA نے اسے معزول کر کے حکومت کا انتظام خود سنبھال لیا۔

اکتوبر ۱۹۹۰ء میں روانڈا سے جلا وطن کئے جانے والے توسی قبیلہ کے لوگوں نے جنہوں نے یوگنڈا میں پناہ لے کر ایک تنظیم روانڈن پیٹریاٹک فرنٹ (R.P.F) بنا رکھی تھی ملک پر حملہ کر دیا۔ اس وقت ملک کی برسر اقتدار پارٹی جو نیشنل ری پبلکن موومنٹ فار ڈیموکریسی اینڈ ڈیویلپمنٹ کے نام سے قائم تھی ملک پر بلا شرکت غیرے حکومت کرتی تھی اور میجر جنرل HABYARIMANA باقاعدہ الیکشن جیتتے آرہے تھے۔ ہمسایہ ملک تنزانیہ کی رہبری میں افریقن لیڈروں کی تنظیم آرگنائزیشن آف افریقن یونٹی (O.A.U) نے جو آج سے ۳۱ سال قبل افریقی معاملات کو آپس میں مذاکرات کے ذریعہ حل کرنے کے لئے بنائی گئی تھی فریقین میں مصالحت کی کوشش کی مگر وہ پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے۔ البتہ انہوں نے اپنا دباؤ جاری رکھا اور یہ انہی کے دباؤ کا نتیجہ تھا کہ برسر اقتدار پارٹی مخالف پارٹیوں کے اشتراک سے مخلوط حکومت بنانے کے لئے تیار ہو گئی۔ اس طرح جولائی ۱۹۹۱ء میں ملک کی مختلف سیاسی پارٹیوں کے اشتراک سے آئین مرتب کیا گیا اور اپریل ۱۹۹۲ء میں ایک عبوری حکومت قائم کی گئی جو برسر اقتدار پارٹی اور چار مخالف جماعتوں کے اشتراک سے بنائی گئی۔ اس عبوری حکومت نے اگست ۱۹۹۲ء میں (R.P.F) سے جنگ بندی کے معاہدہ پر دستخط کر دیئے مگر اس معاہدہ کے باوجود اقتدار کے حصول کے لئے قبائل نے لڑائی جاری رکھی۔

اسی طرح گو جولائی ۱۹۶۲ء میں روانڈا غیر ملکی تسلط سے آزاد ہو گیا تھا مگر چونکہ ملک میں بلجیم اور فرانس کے باشندے کافی تعداد میں موجود تھے اور ان کی حکومتوں کا مفاد بھی اس علاقہ کے ساتھ وابستہ تھا اس لئے ملک میں امن و امان کی فضاء قائم کرنا آسان نہ تھا۔ بلجیم اور فرانس کی حکومتیں فوجی ڈکٹیٹر کی حمایت کرتی رہیں۔ بعض ذرائع کے مطابق بلجیم کے بادشاہ نے جو ویسے تو ملک کی سیاست میں قطعاً حصہ نہیں لیتے تھے اپنی حکومت کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ روانڈا کے صدر کی حمایت کریں کیونکہ وہ رومن کیتھولک ہیں۔ چنانچہ آر۔پی۔ایف کا مقابلہ کرنے کیلئے جو ملک میں مقبول بن رہی تھی فرانسیسی فوجیں بھجوائے گئے اور یہ بہانا کیا گیا کہ وہ فرانسیسی شہریوں کے تحفظ کے لئے بھجوائے گئے ہیں۔ یہ فوج ڈکٹیٹر کے ہاتھ مضبوط کرتی رہی۔ حکومت کی طرف سے بنائی ہوئی ملیشیا فوج کو انہوں نے فوجی تربیت دی۔

روانڈا میں جو دیگر سیاسی پارٹیاں سرگرم عمل ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

ریپبلکن ڈیموکریٹک موومنٹ، لبرل پارٹی، سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اور کرسچن ڈیموکریٹک پارٹی وغیرہ۔

یہ جماعتیں اصولی طور پر تشدد کی سیاست کی قائل نہ تھیں مگر جب ملک میں ہر طرف قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا تو ان کی کچھ پیش نہ گئی۔

۱۹۹۲ء کے مذاکرات کے دوران بھی قتل و غارت کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار افریقی ممالک کی تنظیم (O.A.U) آرگنائزیشن آف افریقن یونٹی نے فائر بندی کی نگرانی کے لئے ۵۰ کے لگ بھگ فوجی مبصر مقرر کئے مگر اس کے باوجود ملک میں تخریبی کارروائیاں جاری رہیں اور (O.A.U) جنگ بندی کے لئے مؤثر تنظیم ثابت نہ ہوئی۔

روانڈا کی بڑھتی ہوئی تشویشناک صورت حال کی وجہ سے معاملہ اقوام متحدہ میں پیش ہوا اور ۲۹ ستمبر ۱۹۹۳ء کو ایک ریزولیوشن نمبر ۸۶۸ پاس کیا گیا جس میں افریقی اتحاد کی تنظیم اور خاص طور پر تنزانیہ کی طرف سے علاقہ میں امن کی کوششوں کو سراہا گیا اور سیکیورٹی کونسل نے ۲۵۰۰ فوجی ملک میں بھجوانے کا فیصلہ کیا جن میں بیشتر یوگنڈا کی سرحد پر نگرانی کے لئے متعین کئے گئے تاکہ ملک میں باغیوں کے داخلہ کو روکا جا سکے۔

اسی دوران برونڈی اور روانڈا میں مذاکرات جاری رہے مگر ۶ اپریل ۱۹۹۴ء کو جب برونڈی اور روانڈا کے صدر صاحبان تنزانیہ میں مذاکرات کے بعد ایک

(باقی ملاحظہ فرمائیں صد ۲۸ پر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

از ــــــ فخر احمد چیمہ منتظم مدرسہ احمدیہ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کا نہایت درخشندہ پہلو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا گہرا اور کامل عشق تھا جس کی نظیر چودہ سو سالہ کا طویل عرصہ پیش کرنے سے قاصر ہے ارشاد ربانی ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ۰ واللہ غفور رحیم

اس ارشاد کے تحت اگرچہ امت محمدیہ میں بے شمار عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنم لیا ہے لیکن آپ تمام عشاق سے آگے نکل گئے توحید باری تعالیٰ کے بعد آپ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی مخمور تھے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آپ کی زندگی، آپ کی ہر حرکت و سکون، اور آپ کا ہر عمل اسی عشق و محبت کی تکرار ہے۔ آپ کی نظم و نثر تالیف و تصنیف تمام اسی محور کے گرد گھومتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو جس بلند مقام پر فائز فرمایا وہ مقام آپ کو محض اور محض کامل اتباع رسول صلعم سے ہی حاصل ہوا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں

”میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰق سے اور اسمٰعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف اور موسیٰ علیہ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴ تا ۲۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھتے تھے آپ فرماتے ہیں۔

ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا اسی رات خواب میں دیکھا کہ خدا کے فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی تھی۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۰۲)

آپ نہ صرف خود درود شریف پڑھتے بلکہ اپنے اصحاب کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ چنانچہ جو شرائط بیعت آپ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے والوں کے لئے تحریر فرمائیں ان میں سے شرط سوم اس طرح سے ہے۔

سوم یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

(اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

یعنی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والے ہر شخص پر ہر روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ضروری ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بے انتہا غیرت پائی جاتی تھی۔ اس واقعہ سے اس کا کسی قدر اندازہ ہو جاتا ہے۔

شیخ یعقوب علی صاحب تراب عرفانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر پر تھے اور لاہور کے اسٹیشن کے پاس ایک مسجد میں وضو فرما رہے تھے۔ اس وقت پنڈت لیکھرام حضور سے ملنے کے لئے آیا اور آکر سلام کیا۔ مگر حضرت صاحب نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اس نے اس خیال سے کہ شاید آپ نے سنا نہیں۔ دوسری طرف سے ہو کر پھر سلام کہا۔ مگر آپ نے پھر بھی توجہ نہیں کی اس کے بعد حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضور! پنڈت لیکھرام نے سلام کیا تھا آپ نے فرمایا

” ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے “

(سیرۃ المہدی حصہ اول روایت نمبر ۲۸۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محبت رسول میں فنا ہو کر جو سب سے بڑا کام کیا وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے جانے والے اعتراضات کے جواب دیئے۔ ایک طرف آپ نے گرانقدر تصنیفات کے ذریعہ اسلام اور حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تصویر کو دنیا کے سامنے پیش کیا تو دوسری طرف مباحثات کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کو ثابت کر دیا۔

تیرھویں صدی وہ صدی تھی جب تمام اقوام عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید اعتراض کر رہی تھیں اس زمانے میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں کھڑے ہوتے ہیں اور آپ پر برسائے جانے والے تمام تیر اپنے سینے پر لیتے ہیں۔ چنانچہ جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اعتراض کرتا آپ کا منہ سرخ ہو جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذاتی طور پر بہت عشق تھا۔ آپ جب بھی آنحضرت کا نام لیتے تو آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلک آجاتی اور جسم کا رواں رواں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہو جاتا۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کسی تقریر یا مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرماتے تو بسا اوقات ان محبت بھرے الفاظ میں ذکر فرماتے کہ ”ہمارے آنحضرت نے یوں فرمایا ہے۔ اسی طرح تحریر میں آپ آنحضرت صلعم نام کے بعد صرف صؐ یا صلعم نہیں لکھتے تھے بلکہ پورا درود یعنی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے تھے“

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۷۴۵)

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری زندگی اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ اور زندگی بخش نبی ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی کامل اتباع کے ثمرات تازہ بتازہ پائے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ نمبر ۲۵

سے آپ کے قریب ہونا شروع کیا تو اس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے اور آپ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ اٹھ رہا ہے جو مجھے جلا دے گا پھر بھی میں آگے بڑھتا گیا اچانک مجھے رسول اللہ صلعم کی آواز سنائی دی کہ شیبہ میرے پاس آؤ۔ جب میں قریب پہنچا تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ اے خدا شیبہ کو شیطانی خیالات سے نجات دے۔ شیبہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تھا کہ یکدم تمام دشمنی دور ہو گئی اور میرا دل آپ کی محبت کے جذبات سے بھر گیا

(ترجمہ)

منقولات

پاکستانی علماء سرکار کو معافی دینے کو تیار نہیں

★ وزیر قانون کا سر فروخت ★ دیوبندی مساجد پر بموں سے حملے نمازی زخمی۔ شیعہ سنیوں کے ایک دوسرے پر حملے

انتہا پسند علماء بے نظیر کی سرکار کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں وزیر قانون اقبال حیدر کے خلاف کفر کا فتویٰ واپس لینے سے جمیعت علماء اسلام کے امیر مولانا عبد اللہ درخواستی نے صاف انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ جب تک اقبال حیدر ٹیلیویژن پر پیش ہو کر تمام قوم سے معافی نہیں مانگتا یہ فتویٰ واپس نہیں لیا جائے گا۔ اس دوران پولیس نے اہل سنت کے امیر مولانا محمد افضل قادری کو گرفتار کر کے تین مہینے کے لئے نظر بند کر دیا ہے ان کے خلاف یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایک جلسہ میں وزیر قانون کو اسلام اور قرآن شریف کا دشمن اور کافر قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ میں اپنے متبعین کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اقبال حیدر کو قتل کر دیں۔ قتل کرنے والے کو میں دس لاکھ روپیہ بطور انعام دونگا۔ جب مولانا کو گرفتار کیا گیا تو انہوں نے اقبال حیدر مردہ باد کا نعرہ لگایا اور کہا کہ مجھے گرفتار کر کے آپ وزیر قانون کی جان نہیں بچا سکیں گے۔

علماء کی تمام بڑی بڑی پارٹیوں نے اس گرفتاری کی مذمت کی ہے اور سرکار کو دھمکی دی ہے کہ اگر مولانا کو رہا نہ کیا گیا تو خانہ جنگی شروع کر کے سرکار کا تختہ اُلٹ دیا جائے گا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے روزنامہ جنگ کراچی میں دو مضمون شائع کر کے کئی پرانے علماء کے فتووں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ قرآن شریف میں درج اللہ کے احکام کو بدل دینے کی کوشش کرنے والوں کو قتل کر دینا مسلمانوں کا فرض ہے۔ مولانا نے لکھا ہے کہ حضرت علی نے اسلام کی توہین کرنے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ خلیفہ ہارون رشید کے ایک سوال پر امام مالک رضی اللہ نے کہا تھا کہ مجرموں کو کوڑے لگانے کی بجائے ان کو قتل کر دینا ہی اللہ کی رضا ہے۔ اگر اس طرح کا مجرم معافی مانگ لے تو بھی اسے معاف نہ کیا جائے بلکہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

جمیعت العلماء پاکستان کے لیڈر مولانا عبد الستار نیازی نے کہا کہ وزیر قانون کو گرفتار کیا جائے اور تمام علماء کو رہا کر دیا جائے۔ ورنہ حکومت کے لئے خطرناک صورتحال پیدا ہو جائے گی۔ سابق وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے ایک بیان میں کہا کہ وزیر قانون کا یہ بیان غلط ہے کہ انہوں نے آبزرور لیڈر کے ایک روزنامہ کو اس طرح کا بیان نہیں دیا تھا کہ قرآن شریف اور حضرت محمد صلعم کی توہین کرنے والوں کی سزائے موت کے قانون میں اصلاح کی جائے گی۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ یہ بیان اسی دن شائع ہوا تھا جب بے نظیر اور وزیر قانون آبزرور لیڈر میں تھے۔ انہیں اس کی تردید کرنی چاہیئے تھی لیکن اب وہ اس لئے تردید کر رہے ہیں کہ سارے ملک میں ان کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں۔

اس دوران نوائے وقت اور دوسرے اخباروں نے وزیر قانون کے بیان کا سختی سے نوٹس لیا ہے۔ مساجد اور علماء پر حملوں نے سارے ملک میں کھینچاؤ پیدا کر دیا ہے۔ لاہور میں دیوبندی سنیوں کی عثمانیہ مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے نمازیوں پر موٹر سائیکل سوار لڑکوں کے ایک گروپ نے بم پھینک کر دو نمازیوں کو مار دیا۔ اور ۲۸ کو بری طرح زخمی کر دیا۔ نمازیوں کے خون سے مسجد لال ہو گئی۔ دھماکہ اتنا سخت تھا کہ پڑوس کے مکان کانپ اُٹھے۔ دھماکے کی آواز میلوں دور سُنی گئی۔ لوگ ڈر کر مکانوں سے باہر نکل آئے۔ انتہا پسند گولیاں چلاتے ہوئے بھاگ گئے۔ پانچ زخمیوں کی حالت نازک ہے۔ لگ بھگ چار گھنٹے بعد لاہور میں ہی ساندہ کے علاقے میں ایک اور بم پھینکا گیا۔ کئی لوگ زخمی ہو گئے۔

عثمانیہ مسجد کے امام حافظ رشید احمد نے کہا کہ بم پھینکنے والے دراصل مجھے مارنا چاہتے تھے۔ لیکن دو لڑکے مارے گئے انہوں نے کہا بم پھینکنے والے شیعہ تھے۔ امام کی درخواست پر دو شیعوں کے خلاف پولیس نے کیس درج کر لیا ہے۔ لاہور میں ایک سال میں پانچ مسجدوں کو بموں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ لیکن ایک بھی مجرم گرفتار نہیں ہوا۔ یہ پانچوں مسجدیں دیوبندی سنیوں کی تھیں۔ صدر لغاری صاحب نے ایک بیان میں گورنر الطاف حسین سے کہا کہ چوہدری صاحب لاہور میں یہ کیا ہو رہا ہے مسجد پر حملے کے بعد لاہور میں ہڑتال ہو گئی۔ سڑکوں پر ٹائر جلا کر آمد و رفت کو روکا گیا اور شیعوں کے خلاف نعرے لگائے گئے۔ مختلف مذہبی فرقوں کے لیڈروں نے مانگ کی ہے کہ مجرموں کو گرفتار کر کے چوراہے پر پھانسی دی جائے۔ کہا جاتا ہے کہ اس مسجد میں ایرانی سیاستدان علامہ صادق گنجی کے قاتل نے پناہ لی تھی مسجد پر حملے سے پہلے لاہور میں پنجاب یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں طلباء کے دو گروپوں میں خونی تصادم ہوا۔ شیعوں کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے والے گروپ نے اجازت لئے بغیر ایک جلسہ منعقد کر کے شیعوں کے خلاف زہر اُگلنا شروع کیا۔ اس گروپ کا تعلق جماعت اسلامی سے تھا اور اس میں شیعہ مخالف سنی گروپ سپاہ صحابہ کے لیڈروں نے بھی زہر اُگلا۔ اس کے نتیجے میں تصادم ہو گیا۔ اجلاس کلاشنکوف رائفلوں کی گولیوں سے گونج اُٹھا۔ ایک لڑکا جاوید بٹ اور اس کے تین ساتھی مارے گئے اور ۱۱ زخمی ہو گئے۔ پولیس کے آدمی اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ گئے دوسرے لوگوں نے زمین پر لیٹ کر جان بچائی۔ بعد میں پولیس نے تمام اجلاس کو گھیر کر تین ہوسٹلوں پر چھاپہ مار کر چند طلباء کو گرفتار کر لیا۔

فیصل آباد کی زرعی یونیورسٹی میں بھی اسی طرح خونی تصادم ہوا۔ دو گھنٹے تک گولیاں چلتی رہیں۔ ایک نوجوان مارا گیا۔ اور چھ زخمی ہوئے۔ سنی لیڈر مولانا ضیاء الرحمان فاروقی نے دھمکی دی ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اس خون خرابے کا بدلہ لیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں بدامنی بڑھ رہی ہے۔ لاہور میں بم دھماکوں سے ہمارے ۲۵ آدمی مارے جا چکے ہیں۔ لیکن کسی بھی مجرم کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ کسی کو سزا نہیں ملی۔ شیعہ انتہا پسندوں کی مدد کر رہے ہیں۔ اور سرکار بدامنی پر قابو پانے میں ناکام رہی ہے۔ لیکن قاتلوں کو گرفتار کرنے کی بجائے ہمارے لیڈروں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ اگر انہیں گرفتار نہ کیا گیا تو ہم اس سرکار کو نہیں رہنے دیں گے۔ عثمانیہ مسجد میں ہمارے گروپ کا دفتر رہا ہے۔ جماعت اسلامی کے طلباء ونگ اسلامی جماعت طلباء نے پنجاب یونیورسٹی میں چار ورکروں کے قتل کے خلاف غصہ کا اظہار کرتے ہوئے پورے ملک میں مظاہرے کئے۔ اور الزام لگایا کہ حکومت قاتلوں کو پناہ دے رہی ہے۔ کراچی میں اس گروپ نے ایک بڑا مظاہرہ کر کے وارننگ دی کہ اگر قاتلوں کو گرفتار نہ کیا گیا تو کراچی سے خیبر تک تحریک چلائی جائے گی۔ حیدرآباد میں دو سنی لیڈروں سعید احمد اور ارشد محمود کو مخالفوں نے گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔ اس شہر میں کئی سنیوں پر حملے ہوئے ہیں۔ جبکہ ٹھٹھہ میں کٹر شیعہ لیڈر علامہ عرفان حیدری کے مکان پر ہتھیاروں سے لیس سنیوں نے حملہ کر کے گولیاں چلائیں۔

شیعہ کھل کر الزام لگا رہے ہیں کہ ان پر حملوں کے لئے سنی ملاؤں کو ایک عرب ملک کی طرف سے مالی مدد مل رہی ہے۔ سنی ویسا ہی جوابی الزام ایران پر لگا رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سرکار کو مجبور ہو کر تمام ملک میں سعودی عرب اور ایران کے دفتروں پر فوج کا کڑا پہرہ لگانا پڑا ہے۔ سنی لیڈروں نے دو مہینے پہلے ایران کے شہر مشہد میں ایک سنی مسجد گرا دیئے جانے کا الزام لگا کر دھمکی دی تھی کہ وہ اس کے بدلے ایرانی سفیروں کو پاکستان میں کام نہیں کرنے دیں گے۔ سنی لیڈر وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی کو معطل کرنے کی مانگ کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ مذہب کے لحاظ سے شیعہ ہے۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ بے نظیر سنی ہے لیکن اس کی ماں اور خاوند شیعہ ہیں۔ ماں کی کوٹھی پر شیعہ جھنڈا لہرایا جاتا ہے۔ مہاجر لیڈر الطاف حسین شیعہ ہیں۔

(ترجمہ از اکاس اخبار) (روزنامہ ٹریبیون ۲۵ جولائی ۱۹۹۲ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ

مکرم نثار احمد صاحب کامل۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ کالا بن لوہارکے

خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

یعنی جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔ توکل کا مفہوم حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

جو کچھ خدا تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے اس کو ہم زیادہ سے زیادہ استعمال کریں اور پھر جو کمی رہ جائے وہ خدا کے سپرد کر دیں اور یقین رکھیں کہ خدا اس کمی کو پورا کرے گا۔ سو انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تمام ذرائع کو جو خدا تعالیٰ نے اس کو عطا کئے ہیں۔ استعمال میں لائے۔ پھر اس کا نتیجہ خدا پر چھوڑ دے۔

روایت آتی ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے کس چیز پر سفر کیا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ اونٹ پر۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اونٹ کہاں ہے۔ اس نے عرض کی کہ اس کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑ آیا ہوں۔ رحمۃ اللعالمین نے فرمایا یہ توکل نہیں۔ توکل تو یہ ہے کہ پہلے اس کا گھٹنا باندھ پھر اس کو خدا تعالیٰ کے بھروسے پر چھوڑ۔ جو ذریعہ خدا تعالیٰ نے تجھے عطا فرمایا ہے پہلے اُسے کام میں لا۔ اور پھر خدا تعالیٰ پر توکل کر۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء میں خدا تعالیٰ پر توکل کی ایک عجیب شان پائی جاتی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ ہستیاں جن کی تم خدا تعالیٰ کے سوا پرستش کرتے ہو۔ تم کو رزق نہیں دے سکتیں۔ پس اللہ سے اپنا رزق مانگو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو تم کو اسی کی طرف لوٹا کر لے جایا جائے گا۔ اب بجائے اس کے کہ قوم آپ کی بات مانتی اس نے کہا کہ اس کو قتل کر دو یا جلا دو۔ قوم کے اس فیصلہ پر آپ گھبرائے نہیں منت سماجت نہیں کی۔ ان سے معافی نہیں مانگی۔ بلکہ آپ نے اپنے خدا پر بھروسہ رکھا کہ وہی مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ منکرین نے اپنی تدبیر کی اور خدا تعالیٰ نے بھی اپنی تدبیر کی اور آگ کو حکم دیا۔ يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا۔ آخر آگ ٹھنڈی ہو گئی آپ کے جسم کو ذرہ بھر بھی نقصان نہ پہنچا اور کفار کی آنکھوں نے فَاَنْجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسفؑ کی مرضی کے خلاف ایک فعل کروانا چاہا اس پر حضرت یوسفؑ کا ردعمل کیا تھا آپ نے فرمایا مَعَاذَ اللّٰهِ میں ایسا کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس مکروہ فعل پر آپ آمادہ نہیں ہوئے۔ بلکہ مسلسل آپ انکار کرتے رہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ پر مکمل بھروسہ تھا کہ وہی اس شیطانی بھنور سے آپ کو بچا کر عزت بخشے گا۔ عزیز مصر کی بیوی نے اپنی ناپاک خواہش کی ناکامی پر جو الزام آپ پر لگایا خدا تعالیٰ نے اس سے آپ کو باعزت بری ہی نہیں کیا بلکہ اسی ملک میں باعزت مقام بھی عطا فرمایا۔

جہاں خدا تعالیٰ نے گزشتہ انبیاء کو توکل کی تعلیم دی وہاں اس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا کہ تمہیں چاہیئے کہ تم صرف اس خدا تعالیٰ پر توکل کرو جو زندہ ہے اور جس پر کبھی موت وارد نہیں ہوتی۔

تاریخ شاہد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عسر میں بھی یسر میں بھی خدا تعالیٰ پر مکمل توکل کیا اور آپ کے دشمن اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل علی اللہ پر چند ایک واقعات پیش کرتا ہوں۔

ہجرت:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے جب دین حق پھیلنے لگا اور کفار مکہ کے دلوں میں حسد کی ایک آگ بھڑک اٹھی اور وہ دین حق کی ترقی کو روکنے کے لئے مختلف حربے استعمال کرنے لگے انہوں نے صحابہ کرام پر ہی نہیں بلکہ خود آنحضرت صلعم پر بھی انسانیت سوز مظالم ڈھائے جب وہ بد بخت ہر طرح ناکام و نامراد رہے تو انہوں نے آنحضرت صلعم کے قتل کا ایک منصوبہ بنایا مختلف قبائل سے چنے گئے نوجوانوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا تا اس رات رحمۃ اللعالمینؐ کے خون سے پیاس بجھائیں لیکن وہ پیارا وجود جس کو خدا تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ تھا اس کے دل پر کوئی خوف بھی پیدا نہ ہوا۔ وہ اپنے مکان سے فرشتوں کے سایہ میں سفاک اور خون خوار درندوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتا ہوا گذر گیا۔ ان کے حیرت زدہ منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ ان کے پنجے فالج زدہ ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی منزل پر خیر و عافیت سے پہنچ چکے تھے۔ اللہ اللہ۔ کس قدر توکل تھا آپؐ کو حیی و قیوم خدا پر اور خدا کو کس قدر پیار تھا آپؐ پر۔

غار ثور:۔ مکہ سے ہجرت کے بعد پیارے آقا اپنے وفادار ساتھی کے ساتھ غار ثور پہنچ چکے تھے شکست خوردہ سرداران قریش کھوجی کو لے کر آپؐ کی تلاش میں نکلے وہ ان کو لے کر عین غار کے منہ پر جا پہنچا اور کہا یا تو محمدؐ اس غار میں ہے یا پھر آسمان پر چڑھ گیا ہے۔ آنحضرت صلعم اور حضرت ابو بکرؓ کے کانوں نے یہ الفاظ سنے تو حضرت ابو بکرؓ نے غمگین آواز میں عرض کی یا رسول اللہ دشمن سر پر آ پہنچا ہے ایسے موقع پر جبکہ دشمن اپنے بد ارادوں میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے پیارے وجود نے بڑے وقار اور توکل علی اللہ کے انتہائی جذبہ سے حضرت ابو بکرؓ کو فرمایا۔ اے ابو بکرؓ کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ خدا تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے سو خدا تعالیٰ نے ان کا ساتھ دیا اور کفار اپنی نامرادی پر کُڑھتے ہوئے واپس ہو گئے۔ واللہ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ پر توکل کی مثال نہیں ملتی کہ دشمن کے ہاتھوں میں بے نیام تلواریں ہوں اور مظلوم چند قدموں کے فاصلے پر خدا تعالیٰ کی ذات پر اس قدر توکل۔

ایک غزوہ سے واپسی:۔ غزوہ غطفان سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا اور تلوار شاخ کے ساتھ لٹکا کر سو گئے۔ اور صحابہؓ ادھر اُدھر درختوں کے نیچے سستانے لگے غوث بن الحرث جو آپ کے تعاقب میں تھا اس نے تلوار اُتار کر گستاخانہ الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا اور کہا اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ پر توکل کرنے والے وجود صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گستاخ کی منت سماجت نہیں کی دل میں اس کا خوف پیدا نہیں ہوا۔ موت کے خوف سے صحابہؓ کو آواز نہیں دی۔ اور نہ ہی آپ نے اپنے سر پر ننگی تلوار دیکھ کر کمزوری کا مظاہرہ کیا۔ بلکہ بڑے وقار و جرأت اور پُر شوکت آواز میں فرمایا۔ اللہ۔ اس ایک لفظ کا اس شخص پر ایسا ہیبت ناک اثر ہوا کہ اس کے ہاتھ کانپ گئے۔ اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آپ نے جلدی سے تلوار اُٹھائی اور فرمایا بتا اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ اس نادان نے لفظ۔ اللہ۔ کا جلال بھی دیکھ کر کہا آپ ہی بچا سکتے ہیں۔ رحمۃ اللعالمین نے اس کو کہا کہ تم نے مجھ سے سن کر بھی سبق حاصل نہ کیا اور پھر اُسے معاف فرما دیا۔ لاریب ایسے نازک موقع پر جہاں آپ کو خدا تعالیٰ پر کامل توکل تھا وہاں آپ قاتلوں اور ظالموں کے لئے بھی رحمت تھے۔

جنگ حنین کا حیرت انگیز واقعہ:۔ ایک شخص شیبہ نامی اس جنگ میں اس نیت اور اس ارادہ کے ساتھ شامل ہوا تھا کہ موقع ملنے پر حضرت محمد صلعم کو قتل کر دیں۔ وہ خود کہتا ہے کہ جب لڑائی تیز ہوئی تو میں نے اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں نے تلوار سونت لی اور آپ کے قتل کے ارادہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۲۳ پر)

بقیہ صفحہ نمبر ۲۴

خصوصی طیارے سے ہی واپس آ رہے تھے تو ان کے طیارے پر راکٹ سے حملہ ہوا جس کے نتیجہ میں دونوں صدر ہلاک ہو گئے۔ اس طرح صورت حال مزید خراب ہو جانے کی وجہ سے اقوام متحدہ نے ۲۱ر اپریل ۱۹۹۴ء کو یہ اعلان کیا کہ وہ روانڈا سے فوجیوں کو واپس بلا لے گی چنانچہ صرف ۲۷۰ فوجیوں کے علاوہ باقی تمام کو ملک سے واپس بلا لیا گیا۔ اور پھر یہ اعلان بھی کیا گیا کہ ان ۲۷۰ فوجیوں کا انخلاء بھی کیا جائے گا۔ اقوام متحدہ کے اس فیصلہ سے حالات نے نہایت نازک صورت اختیار کر لی۔

آج کل پھر اقوام متحدہ میں روانڈا کا مسئلہ پیش ہے۔ فرانس کی حکومت کا خیال ہے کہ روانڈا میں جلد از جلد فوجی کاروائی کرنی چاہئے جبکہ امریکہ وغیرہ بغیر کسی معین پروگرام کے فوجیوں کو روانڈا بھجوانے کے حق میں نہیں۔ چنانچہ سکیورٹی کونسل کے حالیہ فیصلہ پر کہ فرانس اپنی فوجیں روانڈا میں بھجوائے دنیا بھر میں حیرت کا اظہار کیا جا رہا ہے اور یہ سوال اٹھایا جا رہا ہے کہ کیوں فرانس کے علاوہ کسی اور ملک کے فوجی روانڈا میں امن قائم کرنے کے لئے نہیں بھجوائے جاتے اور اس شبہ کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ ان فوجیوں کے وہاں جانے کا مقصد سوائے اس کے کہ وہ R.P.F کی طاقت کو کچل کر روانڈا کی عبوری حکومت کی مدد کریں اور کیا ہو سکتا ہے۔

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے فرانسیسی فوجیوں کے بھجوائے جانے کی حمایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ حالانکہ ان کے پچھلے اعلان کے نتیجہ میں جب انہوں نے کہا تھا کہ روانڈا میں امن قائم کرنے کے لئے ۵۵۰۰ فوجیوں کی ضرورت ہے۔ افریقہ کے ممالک خصوصاً زمبابوے اور گھانا نے اپنے تربیت یافتہ فوجی وہاں بھجوانے پر رضامندی کا اظہار کیا تھا مگر برطانیہ اور امریکہ نے اس افریقن پلان پر مکمل سرد مہری کا مظاہرہ کیا۔

فرانس کی طرف سے دنیا کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ ان کے فوجی تھوڑی مدت تک روانڈا میں رہیں گے اور ان کا اصل مقصد ملک کے معصوم شہریوں کے قتل عام کو روکنا ہے۔ چنانچہ تازہ اطلاعات کے مطابق مورخہ ۲۵ رجون ۱۹۹۴ء کو فرانسیسی چھاتہ بردار روانڈا کے جنوب مغرب کے علاقہ میں اتار گئے۔

ان فوجیوں کے آنے پر یہاں روانڈا کی عبوری حکومت نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا ہے وہاں آر۔ پی۔ ایف۔ نے بہت غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے اس سے پہلے بارہا اس بات کا اعلان کر رکھا ہے کہ وہ کسی قیمت پر فرانس یا اس کی سابقہ نو آبادیات کے فوجیوں کو اپنے ملک کی سیاست میں حصہ نہیں لینے دیں گے۔ انہوں نے اقوام متحدہ کے نمائندوں کو جو روانڈا میں موجود ہیں یہ بھی کہا کہ ملک سے تمام فرانسیسی اخباری نمائندوں کو ملک چھوڑنے کا حکم دیں۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۹۰ء میں جب فرانسیسی فوج بھجوائی گئی تھی تو انہوں نے حکومت کا ساتھ دیا تھا اور جن لوگوں کو انہوں نے فوجی تربیت دی تھی یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملک میں تباہی مچائی اور قتل عام کیا۔

دوسری طرف فرانس کی حکومت کے مطابق ان فوجیوں کے بھجوانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ مہاجرین کے کیمپوں کی حفاظت کریں اور اس طرح معصوم شہریوں کے قتل عام کو بند کروائیں۔ آئندہ چند دنوں میں یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں مگر اس شبہ کا اظہار کیا جا رہا ہے اطراف سے سہ رہا ہے کہ روانڈا کے ہمسایہ ملکوں میں بھی قبائلی فسادات کے واقعات میں تیزی سے اضافہ ہو جائے گا اور وہاں بھی اقتدار کی جنگ شروع ہو جائے گی۔ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۵ رجولائی ۹۴ء

بدر کی توسیع اشاعت اور اعانت میں حصہ لیں

بقیہ صفحہ نمبر ۲۰

عرفات کے میدان میں آپ نے اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر فرمایا:

● جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں

● لوگو بے شک تمہارا رب ایک ہی ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے ہاں عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں تمہارے غلام! تمہارے غلام!! جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔

● جاہلیت کے تمام خون (یعنی انتقام خون) باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون (ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون) باطل کرتا ہوں

● جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا سود عباس بن عبد المطلب باطل کرتا ہوں

● عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔

● تمہارا خون اور تمہارا مال تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہے۔

● تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو تم گمراہ نہ ہو گے وہ کیا چیز ہے؟ کتاب اللہ!

● خدا نے ہر حق دار کو (ازروئے وراثت) اس کا حق دیدیا اب کسی کو وراثت کے حق میں وصیت جائز نہیں۔ لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا زانی کے لئے پتھر ہے اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے۔ جو لڑکا اس باپ کے علاوہ کسی اور نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے اور جو غلام اپنے مولا کے سوا کسی اور طرف اپنی نسبت کرے اس پر خدا کی لعنت ہو۔ ہاں عورت کو اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ دینا جائز نہیں قرض ادا کیا جائے عاریت واپس کی جائے عطیہ لوٹایا جائے خاص تاوان کا ذمہ دار ہے

● تم سے خدا کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے صحابہ نے عرض کیا کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا) آپؐ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا اے خدا تو گواہ رہنا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

● خطبہ کے بعد حضرت بلال نے اذان دی اور ظہر و عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی گئیں اور دیر تک آپؐ دعاؤں میں مصروف رہے۔

● جمرہ کے پاس لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"مذہب میں غلو اور مبالغہ سے بچو کیونکہ تم سے پہلی قومیں اسی سے برباد ہو گئیں"۔

● فرمایا میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا اور تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا...

● ہاں! مجرم اپنے جرم کا ذمہ دار ہے ماں باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں۔ اور بیٹے کے جرم کا جوابدہ باپ نہیں

● اپنے پروردگار کو پوجو پانچوں وقت کی نماز پڑھو۔ مہینہ کا روزہ رکھا کرو اور میرے احکام کی اطاعت کرو خدا کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے یہ فرما کر مجمع کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کیوں میں نے پیغام خداوندی سنا دیا سب بولے ہاں ہاں فرمایا۔

"اے خدا تو گواہ رہنا"

پھر فرمایا۔ جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ ان کو سنائیں جو موجود نہیں (بحوالہ سیرت النبیؐ حصہ دوم از علامہ شبلی نعمانی) ●●●

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ مدینہ کی پتھریلی زمین میں چل رہا تھا کہ سامنے سے احد پہاڑی نظر آئی آپ نے فرمایا کہ اگر اس پہاڑی کے برابر بھی مجھے سونا مل جائے تو میرے دل کی خواہش یہی ہے کہ میں اس کو اللہ کے بندوں میں تقسیم کر دوں کہ تین دن بھی میرے گھر میں وہ سونا نہ رہے ہاں اگر رہے بھی تو قرضہ کے ادا کرنے کے لئے (بخاری)

ہماری تبلیغی و تربیتی مساعی

بنگال میں ۱۰۰۰ سے زائد افراد کا شمولیت احمدیت

محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ علاقہ بنگال میں تبلیغی پروگراموں کا جائزہ لینے اور تبلیغی مہمات کو مزید تیز کرنے کے لئے تشریف لائے چنانچہ محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے ہمراہ خاکسار اور مکرم وقار احمد صاحب ظفر نائب قائد، مکرم ابرار احمد صاحب ظفر ناظم تبلیغ، مکرم کاشف احمد صاحب سہگل اور مکرم ساجد احمد صاحب جانی پارک سرکس کی مسجد میں گئے جہاں کلکتہ میں کرکٹ ٹیم کے کپتان منہاس صاحب، مولانا مستقیم صاحب نیز کلکتہ کے نامور شیعہ لیڈر شیر امام رضا رضوی صاحب اور مکرم عبد المتین صاحب کو لوٹولہ سردار نہال سنگھ جی، مکرم طیب صاحب الغرض متعدد زیر تبلیغ افراد اور بھوانی پور کی جامعہ مسجد میں افغانستان کے نوجوانوں، بانسڑہ کی مسجد بلال کے خطیب کو احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا اور لٹریچر بھی دیا۔

محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ، مکرم عبد الرؤف صاحب قائد صوبائی، مکرم مولوی عبد الکریم صاحب معلم نے سندربن کا دورہ کیا اور ۳۰ کلومیٹر پیدل سفر کیا۔ ۲۷ افراد نے بیعت کی اسی طرح محترم محمد مشرق علی صاحب امیر صوبائی نے علاقہ دردھیان کا دورہ کیا اور ڈھائی صد سے زائد بیعتیں ہوئیں۔ اسی ماہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیس ہزار روپے کا چیلنج بنگلہ زبان میں سینکڑوں کی تعداد میں احمدیہ مسلم مشن کے پریس کے ذریعہ شائع کر کے تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک صحیح حدیث ایسی پیش کرے جس میں یہ ذکر موجود ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر گئے ہیں اور اسی جسم کے ساتھ زمین پر آئیں گے تو ایسے شخص کو بیس ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا (بحوالہ کتاب البریہ) یہ اشتہار بنگال کے تمام مسجدوں کو تقسیم کیا گیا آج کل علماء خاص طور پر بنگالی میں جماعت کی ترقی کو دیکھ کر سرگرم عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ افراد جماعت کو ان کے شر سے محفوظ رکھے اور ہماری حقیر مساعی میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے۔

(حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ احمدیہ)

کوڈالی میں فضل عمر نرسری سکول کی نئی عمارت کا افتتاح

خدا کے فضل و کرم سے کیرلہ کے چار مقامات کالیکٹ۔ کوڈالی۔ کرولائی اور پینگاڈی میں پچھلے سال ۱۹۹۳ء سے فضل عمر نرسری سکول نہایت کامیابی سے جاری ہیں ان چاروں سکولوں کا معیار دیگر سکولوں کی نسبت بہت بلند ہونے کی وجہ سے کثیر تعداد میں بچے اور بچیاں داخلہ کے لئے آ رہے ہیں۔

سوائے کوڈالی کے باقی تینوں سکولوں کی عمارتیں جماعت کی ذاتی ہیں۔ صرف کوڈالی سکول ایک کرایہ کی عمارت میں چل رہا تھا۔ اب خدا کے فضل و کرم سے یہاں بھی فضل عمر تعلیمی بورڈ کو اپنی ذاتی عمارت تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ یہ سکول بھی بہت خوبصورت اور جاذب نظر ہے۔

اس نئی عمارت کا افتتاح مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۹۴ء بروز اتوار شام کے ٹھیک ساڑھے چار بجے محترم اے۔ پی کنجاموصاحب صوبائی امیر کی زیر صدارت مکرم ٹی۔کے محمود صاحب صوبائی سیکرٹری تعلیم کی تلاوت قرآن مجید اور طلباء کے عہد دہرائے جانے کے بعد شروع ہوا۔ سب سے پہلے مکرم ایم محی الدین کویا صاحب نے استقبالیہ تقریر کی۔

اس عمارت کا افتتاح کرنے کے لئے حکومت کیرلہ کے لیبر منسٹر شری این رام کرشن تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس نئی عمارت کا افتتاح کرتے ہوئے بتایا کہ میں عرصہ سے جماعت احمدیہ اور اس کی تعمیری سرگرمیوں کے بارے میں خوب واقف ہوں۔ یہ جماعت انسان کی اخلاقی اور روحانی بہبودی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتی ہے۔ یہ جماعت قدیمی روایات کی حفاظت کرتے ہوئے زمانہ کے تقاضوں پر بھی نظر کر کے اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

آپ نے اس زمانہ کے بعض غلط رجحانات کا ذکر کر کے تعلیمی اداروں کے ذریعہ انہیں دور کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

محترم امیر صاحب نے صدارتی تقریر میں جماعت احمدیہ کیرلہ کی صنعت و حرفت اور تعلیمی میدان میں کرنے والی سرگرمیوں کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد علی الترتیب خاکسار محمد عمر۔ پنچایت کوڈالی کے صدر کے پی بھاکرن۔ مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب نائب امیر۔ پروفیسر محمود احمد صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت۔ پروفیسر ایم محمد صاحب صدر جماعت کینانور نے تقریریں کیں۔ آخر میں مکرم پی۔ منصور احمد صاحب ممبر تعلیمی بورڈ نے شکریہ ادا کیا۔ افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے طلباء کے والدین کے علاوہ ایک جم غفیر حاضر تھا۔

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

یادگیر میں محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا تربیتی دورہ

مورخہ ۱۵ جون کو محترم چوہدری محمد عارف صاحب ننگلی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مختلف صوبہ جات کے اجتماعات میں شرکت کر کے یادگیر تشریف لائے۔ محترم صدر صاحب موصوف کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر نے اگلے روز بعد نماز ظہر آپ کی صدارت میں مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد کیا۔ خاکسار نذر الاسلام مبلغ سلسلہ یادگیر کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم عبد المنان سالک صاحب صوبائی قائد کرناٹک نے عہد دہرایا۔ اس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کی جانب سے مکرم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ حیدرآباد اور مکرم سیٹھ محمد رضوت اللہ صاحب غوری امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی گل پوشی کی گئی۔ بعد ازاں مکرم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے صدارتی خطاب فرمایا۔ محترم صدر موصوف نے مجلس خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں یاد دلاتے ہوئے کہا کہ اس وقت تبلیغ اور تربیت کا کام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے سپرد کیا ہے۔ محترم موصوف نے مختلف صوبوں کی مجالس کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ خدام ہر وقت تبلیغی کاموں میں ہمہ تن مصروف ہیں اسی طرح تعلیمی اعتبار سے خدام کو آگے بڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے کہا کہ تعلیم میں آگے رہیں۔ خدام کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنے کے لئے وقار عمل کے نظام کا ذکر فرمایا کہ خدام کسی کام کو کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔ آخر پر آپ نے خدام کے سوالات کا جواب دیا۔

(نذر الاسلام مبلغ سلسلہ یادگیر)

وزیر اعلیٰ سکم کو قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی پیشکش

۱۵ جون ۱۹۹۴ء کو خاکسار اور مکرم ناصر شاہ صاحب صدر جماعت احمدیہ گنٹوک و مکرم کرماگرو صاحب نائب صدر نے سکم کے وزیر اعلیٰ جناب سنچامان لیمبو (SANCHAMAN LIMBU) کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ہندی مترجم قرآن کریم اور دیگر اسلامی کتب پر مشتمل لٹریچر ان کے چیمبر میں دیا۔ جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔

بفضلہ تعالیٰ کشن گنج اور اس کے گرد و نواح میں ۴۲ افراد بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ۔ اس علاقے میں ابھی تک جماعت قائم نہیں تھی۔ نو بیعت کنندگان کی استقامت کے لئے جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے بھی خصوصی درخواست دعا ہے۔

(فاروق احمد ناصر مبلغ سلسلہ سکم)

ہوگلہ میں ذیلی مجالس کا کامیاب صوبائی سالانہ اجتماع

الحمد للہ ۱۸، ۱۹ جون کو ہوگلہ میں صوبہ بنگال کی مجالس خدام و اطفال و انصار کے اجتماعات منعقد ہوئے جس میں قادیان سے مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت (نائب ایڈیٹر بدر) نے بطور نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت شرکت فرمائی موصوف کا پُر جوش استقبال کیا گیا۔ اجتماع کی شروعات ۱۸ جون نماز تہجد سے ہوئی اور ناشتہ کے بعد افتتاحی اجلاس صبح دس بجے محترم ماسٹر محمد مشرق علی صاحب امیر صوبائی کے زیر صدارت

تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ بعد تلاوت کلام پاک محترم امیر صاحب صوبائی نے لوائے احمدیت لہرانے کی رسم ادا کی۔ عہد و نظم کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر کی جس میں اجتماعات کی اہمیت اور حضور انور کی بنگال میں دعوت الی اللہ کے کاموں پر محترم امیر صاحب صوبائی کے نام خوشنودی کا خط پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ محترم امیر صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی آخر پر خاکسار نے اجتماعی دعا کروائی اور افتتاحی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد خدام و اطفال و انصار کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے جو نماز مغرب تک جاری رہے بعد نماز مغرب و عشاء دوسرا خصوصی اجلاس مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس وقت حاضرین کی تعداد اس قدر تھی کہ پنڈال اور مسجد کا صحن کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔

تلاوت و نظم کے بعد آپ نے بنگال کے خدام کو پہلے سے بڑھ کر دعوت الی اللہ کے کاموں میں حصہ لینے اور حضور انور کی ہر تحریک پر عمل پیرا ہونے نیز حضور انور کی خدمت اقدس میں خدام و اطفال کو دعائیہ خطوط سے رابطہ رکھنے اور اس کی برکات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ موصوف نے بنگال میں ہونے والے دعوت الی اللہ کے کاموں پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اسی اجلاس میں محترم امیر صاحب صوبائی اور خاکسار نے بھی حاضرین کو مخاطب کیا۔ نمائندگان نے بکثرت شمولیت کی۔

دوسرے دن کا پروگرام باجماعت نماز تہجد سے شروع ہوا۔ بعد نماز فجر درس قرآن و حدیث و ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوا۔ ناشتہ کے بعد خدام و اطفال و انصار کے دلچسپ علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے اس اجتماع سے غیر از افراد جماعت بھی استفادہ کر رہے تھے اور ہمارے پروگراموں میں ان کی بھی اچھی حاضری تھی۔ آخر پر علمی و ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار و خدام و اطفال کو محترم امیر صاحب صوبائی نے انعامات تقسیم کئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ کلکتہ)

مجلس خدام الاحمدیہ تامل ناڈو کا پہلا سالانہ اجتماع

الحمد للہ مجلس خدام الاحمدیہ تامل ناڈو کا پہلا سالانہ اجتماع میلا پالیم میں ۲۷، ۲۸، ۲۹ مئی کو منعقد ہوا۔ اس میں صوبہ بھر کی ۸ مجالس سے ۱۰۰ نمائندگان تشریف لائے۔ محترم محمد عارف صاحب بنگلی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بنفس نفیس اس اجتماع میں شرکت کی۔

مورخہ ۲۷ مئی کو ۴ بجے شام افتتاحی اجلاس محترم محمد عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت ہوا۔ خاکسار مزمل احمد کی تلاوت مکرم رفیق احمد صاحب کی نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کا پیغام کا تامل ترجمہ سنایا گیا۔ بعد ازاں مکرم شیراز احمد صاحب قائد علاقائی تامل ناڈو نے حاضرین سے خطاب کیا۔ اس کے بعد مکرم اے پی وائی عبد القادر صاحب صدر جماعت میلا پالیم نے خدام و اطفال سے خطاب کیا بعدہٗ محترم محمد عارف صاحب نے مہمان نوازی کے موضوع پر بڑے دلنشیں انداز میں حاضرین سے خطاب کیا۔

اس کے بعد اطفال کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ مورخہ ۲۸ مئی کو صبح اطفال کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے ازاں بعد خدام کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ اسی روز ۳۰-۵ بجے شام جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مختلف احباب نے سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس جلسہ میں کافی تعداد میں غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ مکرم حسن ابوبکر صاحب کے تعاون سے جملہ پروگرام رحمانیہ ہائر سیکنڈری سکول کے وسیع احاطہ میں ہوئے۔ جزاھم اللہ۔

۲۹ مئی کو ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا جس میں مکرم محمد احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ تامل ناڈو، ایم نعیم احمد صاحب، مصباح الاسلام صاحب، ایم بشارت احمد صاحب، مولوی منیر احمد صاحب مدراسی۔ مکرم علیم اللہ صاحب ڈاکٹر نثار احمد صاحب اور مکرم محمد عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے تربیتی و تبلیغی پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ مکرم سر لیش صاحب نے قبول احمدیت کی داستان بیان کی۔ ازاں بعد نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال میں محترم صدر صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔

مجالس خدام الاحمدیہ تامل ناڈو میں میلا پالیم کی مجلس اوّل قرار پاکر "مرزا طاہر احمد" ٹرافی کی حقدار قرار پائی۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مجلس کے لئے مبارک کرے۔ آمین

اسی روز شام ۶ بجے میلا پالیم Municipal Marriage Hall میں جلسہ یوم انسانیت منایا گیا۔ جس میں مکرم سنادر وینا بیگم صاحب B.Litt نے ہندو مذہب کی نمائندگی میں اور پروفیسر جوزف M.A. M.Phil نے عیسائیت کی نمائندگی میں انسانیت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ مکرم شیراز احمد صاحب قائد علاقائی تامل ناڈو نے اسلام اور احمدیت کی تعلیمات کی روشنی میں اسی موضوع پر روشنی ڈالی۔ خاکسار نے حجۃ الوداع کے خطبہ کی روشنی میں انسانیت و مساوات کا پیغام سنایا۔ اور مکرم مولوی رفیق احمد صاحب نے پیغام صلح سے اقتباسات پیش کئے۔

دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ آل انڈیا ریڈیو سے اجتماع کی خبر اور جلسہ یوم انسانیت کا ۱۵ منٹ کا پروگرام بھی نشر ہوا۔ اجتماع کو کامیاب بنانے میں محترم قائد صاحب علاقائی تامل ناڈو اور جملہ خدام نے بھرپور تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(مزمل احمد مبلغ سلسلہ مقیم مدراس)

کھولیا میں تبلیغی جلسہ

۱۶/۶/۹۴ کو بعد نماز عصر جماعت احمدیہ پینکال سے پانچ افراد پر مشتمل ایک وفد مکرم صدر جماعت جمعہ خان صاحب کی قیادت میں یہاں سے دس کلومیٹر دور ایک ہندو قصبہ کھولیا نامی گاؤں کے لئے سائیکل پر روانہ ہوا۔ وفد شام سات بجے وہاں پہنچ گیا۔ اور وہاں کے سرکردہ افراد سے مل کر ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس میں کم و بیش ۲۰۰ افراد نے شرکت کی۔ جلسہ رات کے آٹھ بجے ایک وسیع پنڈال میں منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز خاکسار کی تلاوت اور ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم غنی خان صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ پینکال نے بزبان اڑیہ ایک لمبی نظم خوش الحانی سے سنائی۔ بعدہٗ محترم جمعہ خان صاحب نے تقریر فرمائی۔ موصوف نے انسان کے پیدائش کی غرض ہستی باری تعالیٰ دور حاضر کی خرابی اور اس کا حل وغیرہ عنوان پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ موصوف نے مسلسل ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی تقریر کے اختتام پر کچھ ہندو دوستوں نے سوال و اعتراض کئے اس کا ان کو تسلی بخش جواب دیا گیا۔ ہندوؤں کی جانب سے ایک ماسٹر صاحب نے جماعت احمدیہ پینکال کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ایسے جلسے بار بار ہونے چاہئیں جس سے آپ کی غلط فہمی دور ہو گی۔ تمام کارروائی رات کے دس بجے اختتام پذیر ہوئی۔ اور خیر و خوبی کے ساتھ یہ وفد رات کے ۱۱½ بجے پینکال واپس آگیا۔

(شمس الدین خان معلم وقف جدید)

حیدر آباد میں خدام الاحمدیہ کی پندرہ روزہ تربیتی کلاسز

خدام و اطفال کی دینی و تعلیمی تربیت کے لئے مجلس مقامی نے لائحہ عمل کے مطابق مورخہ ۷ مئی تا ۲۱ مئی پندرہ روزہ دینی تعلیمی کلاس جاری کی جو بارہ میں سے دس سنٹرز میں نہایت کامیابی کے ساتھ چلی ہیں۔ خدام و اطفال کی بنیادی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک نصاب مقرر کر دیا گیا ہر حلقے میں انصار میں سے معلمین مقرر کئے گئے جنہوں نے پوری دلچسپی اور لگن کے ساتھ ان کلاسز کو کامیاب بنایا ہر حلقے میں خدام و اطفال ذوق و شوق سے کلاسز میں شامل ہوتے رہے اور نصاب کے مطابق بہت کچھ سیکھا۔ آخری دن نصاب کے مطابق تحریری و زبانی امتحان لیا گیا۔ ان کلاسز کے انعقاد سے خدام و اطفال کو بہت ہی زیادہ علمی اور تربیتی فائدہ ہوا۔ اس پروگرام کو جماعت میں بہت ہی پسند کیا گیا۔ ان کلاسز کے لئے انصار نے بحیثیت معلمین بہت ہی زیادہ تعاون دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین

(بشیر احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد)

بقیہ جلسہ سالانہ برطانیہ صفحہ ۱۷

اس موقعہ پر پریس اور T.V کے نمائندگان بھی دیکھے گئے۔

مجلس عرفان دوران جلسہ تیسرے روز مجلس عرفان منعقد ہوئی۔ جس میں کثیر تعداد میں مسلم و غیر مسلم افراد شریک ہوئے حضور انور نے مختلف سوالات کے ایمان افروز علمی جواب عطا فرمائے۔

جلسہ کے موقعہ پر دس زبانوں میں ترجمہ کا نہایت عمدہ انتظام تھا اس سہولت کی وجہ سے دنیا کے مختلف اطراف میں رہنے والے لوگوں نے یکساں فائدہ اٹھایا۔

اللہ تعالیٰ اس عظیم جلسہ کے دور رس اور مفید نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

درخواستہائے دُعا

• میری بیٹی عزیزہ زینت بیگم جس کی عمر تقریباً ۳۔ ۱/۲ سال ہے گردوں کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ بہت علاج کروایا لیکن کوئی فرق نہیں ایک ماہ سے بمبئی کے ہسپتال میں زیر علاج ہے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحت والی لمبی عمر دے۔ (محمود احمد لودھی ہینڈ ہبلی)

• عاجز اور عاجز کی اہلیہ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں ہماری صحت کاملہ اور بیش از بیش خدمت دین کی توفیق کے لئے، عاجز کے تین بچے بیکار ہیں ان کی بہترین روزی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (سید فضل عمر غفی اللہ عنہ سابق مبلغ سلسلہ احمدیہ سونگھڑہ اڑیسہ)

• میرے ماموں مکرم داؤد احمد صاحب بھٹی آف لکھنؤ مرحوم کے تین چھوٹے چھوٹے بچے ہیں مامی صاحبہ کی جملہ پریشانیوں کے ازالہ بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لئے احباب سے درخواست دُعا۔ اسی طرح بڑے ماموں بشیر احمد صاحب بھٹی کو گذشتہ دنوں دل کی تکلیف ہوئی تھی ان کی صحت و سلامتی۔ بچوں کی نیک تربیت اور نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دُعا ہے۔ نیز مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب کی صحت و تندرستی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ (مسعود احمد کارکن فضل عمر پریس قادیان)

• میرے بھائی سید تبریز احمد صاحب وکیل رانچی بغرض علاج امریکہ گئے تھے اب خدا کے فضل سے صحت یاب ہو کر واپس آ گئے ہیں۔ ان کی صحت و سلامتی اور لمبی کام کرنے والی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

عطیہ بدر ۔/۵۰ روپے (محمد حبیب اللہ گولا۔ بہار)

• میرا بڑا لڑکا مکرم حبیب احمد ان دنوں ملازمت کے سلسلہ میں سعودی عرب میں مقیم ہے۔ ان کے روزگار میں برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے

اعانت بدر ۔/۱۰۰ (عذرا تسنیم آرہ۔ بہار)

ولادت :- اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ۲۴؍۷؍۹۴ کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام "عدنان احمد" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ مرحوم درویش قادیان کا نواسہ اور مکرم شریف احمد صاحب شیخوپوری درویش قادیان کا پوتا ہے۔ عزیز کی صحت و سلامتی درازی عمر اور صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دُعا ہے۔ (مبارک احمد شیخوپوری قادیان)

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

۱۷؍۶؍۹۴ کو احمدیہ مسجد بانسرہ میں مکرم مولوی حمیدالدین صاحب شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام نے عزیزہ فریدہ بانو صاحبہ بنت مکرم شیخ روشن علی صاحب کے نکاح کا اعلان مکرم عزیز الرحمٰن صاحب ابن امیر الدین صاحب بلیا شیمپور کے ساتھ مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر کیا۔ بعدہ رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت کرے۔

(رضوان احمد انسپکٹر وقف جدید)

اعلان برائے معلّمین کلاس

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۹۴ء کو معلمین کلاس کا نیا تعلیمی سال شروع ہوگا۔ خواہشمند، صحت مند، نوجوان جو خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہوں درج ذیل کوائف کے ہمراہ صدر/امیر جماعت کے توسط سے اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر دفتر وقف جدید بیرون میں ارسال کریں۔

مطبوعہ فارم دفتر وقف جدید بیرون سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلہ کی شرائط درج ذیل ہونگی

۱۔ درخواست دہندہ اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو

۳۔ کم از کم میٹرک پاس ہو (استثنائی صورت میں انڈر میٹرک کو بھی لیا جا سکتا ہے)

۴۔ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ ۵۔ عمر پچیس ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔

۶۔ امیدوار کا غیر شادی شدہ ہونا ضروری ہے

۷۔ درخواست دہندہ اپنے تعلیمی و طبّی سرٹیفکیٹ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۳۰ اگست ۱۹۹۴ء تک ارسال کریں

۸۔ تحریری ٹسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی داخل کیا جائے گا۔

نوٹ:- ۱۔ قادیان آنے کے لئے سفر کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔

۲۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔

۳۔ قادیان آتے وقت موسم کے لحاظ سے گرم، سرد کپڑے رضائی، بستر وغیرہ ہمراہ لانے ضروری ہیں۔

ناظم وقف جدید بیرون قادیان

اعلان بابت سیکرٹری وصایا

جملہ صوبائی امراء/ امیر جماعت/ صدر جماعت احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن جن جماعتوں میں سیکرٹری وصایا کا انتخاب نہیں ہوا اور وہاں کوئی سیکرٹری وصایا مقرر نہیں ہے تو ایسی جماعتیں بلا تاخیر سیکرٹری وصایا کا فوری انتخاب کروا کے نظارت علیا و صدر انجمن احمدیہ قادیان کو رپورٹ کریں۔ اگر ۳۰؍۶؍۹۵ تک کے لئے بجائے انتخاب کے جماعت کی مجلس عاملہ کسی موزوں دوست کو نامزد کرنے کے حق میں ہے تو وجوہات بیان کر کے اس کی منظوری کا معاملہ نظارت علیا کو جلد بھجوا دے۔ بہر حال جماعتوں میں سیکرٹری وصایا کا عہدیدار ہونا ضروری ہے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

منظوری عہدیداران صوبائی لجنہ اماء اللہ اڑیسہ

تمام لجنات اماء اللہ اڑیسہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت کی منظوری سے درج ذیل عہدیداران مقرر ہوئی ہیں۔

۱۔ صوبائی سیکرٹری و سیکرٹری تعلیم و تربیت:- مکرمہ سیدہ امۃ القدوس رونق صاحبہ کٹک

۲۔ صوبائی ؍ مال :- مکرمہ سیدہ امۃ الرفیق صاحبہ جودوار

۳۔ صوبائی ؍ تبلیغ :- مکرمہ راشدہ رحمٰن صاحبہ بھوبنیشور

۴۔ ؍ ؍ تجنید :- ؍ نجمہ پروین صاحبہ کٹک

تمام لجنات اڑیسہ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ مذکورہ عہدیداران سے پورا پورا تعاون کریں گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔ آمین

شیریں باسط
صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ اڑیسہ

بقیہ اداریہ صفحہ نمبر ۲

ان میں آپس اتحاد و اتفاق کا فقدان ہے۔ بلکہ اہل دنیا کی نظر میں وہ انتہا پسند اور دہشت پسند بن کر ابھر رہے ہیں۔ باوجود کثرت مال و تعداد کے ان سے برکتیں اٹھ گئی ہیں۔ دراصل یہ اللہ اور اس کے رسول کی اسی ناراضگی کے نتیجہ میں ہی ہیں کہ بعض مسلمان بعض کو کافر کہہ کر خدا اور اس کے رسول کی ضمانت کو توڑ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک عام انسان کو بھی اپنی ضمانت کا بڑا پاس ہوتا ہے۔ پھر ذی شعور مسلمانوں کو خدا اور اس کے رسول کی ضمانت کی اہمیت کے متعلق خود ہی سوچ لینا چاہیئے۔ اس نصیحت کے ساتھ عید میلاد النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ پر ڈھیر ساری مبارکبادیاں اور نیک تمنائیں۔

(منیر احمد خادم)

چھٹی مجلس مشاورت بھارت

بتاریخ ۲۹ر دسمبر ۱۹۹۴ء

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اطلاع کی جاتی ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی چھٹی مجلس مشاورت مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۹۴ء کو قادیان میں منعقد ہوگی۔ جماعتیں اپنی تجاویز مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد ۱۳ر اکتوبر تک خاکسار کو بھجوا دیں نیز شوریٰ کے نمائندگان کا اجلاس عام میں انتخاب کر کے ۳۱ر اکتوبر تک منتخب نمائندوں کے اسماء سے خاکسار کو اطلاع دے کر ممنون فرمادیں۔

محمد انعام غوری
سیکرٹری مجلس مشاورت

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا قومی فریضہ ہے (مینیجر بدر)

طالب دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD.
CALCUTTA - 700081

ارشادِ نبویؐ
اَرْشِدُوْا اَخَاکُمْ
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)
—(منجانب)—
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ مینگولین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم جیولرز
پروپرائیٹر: بشیر احمد علی اینڈ سنز
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی۔ فون: ۶۲۹۴۴۲

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز: حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524 - 649.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

FOR DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GM POUCHES.
Contact:- TAAS & CO.
P 40. PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.
PHONES:- 263287, 279302

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD. CALCUTTA 15

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

یاسر ربڑ
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:
43-4028-513 & 5406